

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226556

UNIVERSAL
LIBRARY

تخلیل نفسی اور تعبیر خواب

عبدالحی حمید علی ام
ممبر پش پیکالوجیکل سوسائٹی
صدر شعبہ نفسیات پیچرز ٹرننگ کالج، کابل

ناشر
ادارہ دانش و حکمت حیدرآباد دکن

۱۵۰۰ روپے
(حقوق محفوظ)

۱۹۵۵ء
طبع اول

۶۱۹۳۵

سول ایجنٹ :

اسٹار ایجوکیشنل سپلائی کمپنی

عابد روڈ

حیدرآباد دکن

قیمت دو روپے آٹھ آنے

فہرست مضامین

- ۱۔ مقدمہ : نفسیات بحیثیت سائنس ۵
- ۲۔ پہلا باب : تحلیلِ نفسی اور تعبیرِ خواب ۲۱
- ۳۔ دوسرا باب : تعبیرِ خواب ۴۹
- ۴۔ تیسرا باب : تعبیرِ خواب (مسلل) ۱۳۳
- ۵۔ چوتھا باب : تلازمِ اختیاری ۹۷
-

مفت

نفسیات بحقیقت سائنس

۱۸۷۹ء کا سال بھی کتنا مبارک تھا، جس نے نفسیات کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا، ماہرین نفسیات وٹ (Wundt) کے کارنامے کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے جس نے تاریخ نفسیات کے اس روشن ترین سال میں کافی جدوجہد اور مصائب و آلام کا سامنا کرنے کے بعد جامعہ لائپز (Leipzig) میں اپنے مبارک ہاتھوں سے نفسیات کے پہلے عمل کی بنیاد رکھی۔ بنیاد کیا رکھی یا یوں کہیے کہ نفسیات کو گناہی کی زندگی سے نکال کر عوام الناس کے سامنے پیش کیا اور اس سے ظلمت کا پردہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اٹھا دیا۔ اس انقلاب کی تحریک یوں تو وٹ سے ہی

جاری تھی۔ لیکن اس نوزائیدہ بچے (نفسیات) کو والدین (فلسفہ) سے جدا کرنے اور فلسفہ کے حامیوں سے مقابلہ کرنے کی کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی۔ یہ فخر و تنگ کو ہی انسیب ہوا کہ اس نے ان تمام اعتراضات کی ذرہ بھر بھی پروا نہ کی، جو تجربی نفسیات کے متعلق فلسفیوں نے کیے۔ "معاذہ بالطن" کے حامیوں نے یہ نتوئی دیا کہ ایسا کرنے سے نفسیات مستقبل میں فعلیات بن جائے گی۔ عوام کے اعتراضات اور بھی زیادہ پیچیدہ تھے۔ نفسیات میں تجربات کا نام سن کر کان پر ہاتھ دھر لیتے، اور کہتے "کیا نفس اپنے افعال میں طبیعی ذہن کے قوانین سے مبرا نہیں؟ اگر یہ صحیح ہے تو نفس کے متعلق تجربات کس طریقے سے ممکن ہو سکتے ہیں؟ اور اس نئی تجربی نفسیات کی حقیقت کیا ہوگی؟ کیا یہ لوگ معمولوں میں معمول کے اعصاب اور وماغ کو کاٹ کر دیکھا کریں گے؟ یہ تو عجیب مذاق ہوگا۔" لیکن باوجود فلسفیوں کی تمام کوششوں کے کہ فلسفے سے نفسیات کو کسی طرح جدا نہ کیا جائے، حالات موافق تھے۔ ونٹ کے اس دلیرانہ فعل سے متاثر ہو کر لوگ غیر ممالک سے جوق در جوق اس کے معمل میں آئے، اور تعلیم سے فراغت

پاکر یہ اپنے اپنے ممالک میں نفسیات کے معلم قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی ضمن میں یہاں یہ ذکر دل چسپی سے خالی نہیں کہ برطانیہ کے فلسفی اپنی قدیم روایات پر بالکل قائم تھے، اور انہوں نے اس نئی تحریک کی سختی سے مخالفت کی۔ بیسویں صدی کے شروع میں ڈاکٹر مک ڈوگل، ڈاکٹر مائرز اور ڈاکٹر روزر کی لگاتار کوششوں سے لندن اور کیمبرج میں معلموں کی بنیاد رکھی گئی۔ ان کی تقلید بعض دوسری جامعوں نے بھی کی۔ انقلاب کا زمانہ تھا۔ انقلابیوں نے (جن میں زیادہ تعداد امریکہ والوں کی تھی) یہ بات سختی سے محسوس کی کہ اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ نفسیات کو تمام دوسرے علوم کی پیروی میں شفقت مادری سے محروم ہونے کے بعد اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے۔ لیکن مستقبل کی نفسیات کے مقاصد کیا ہوں گے؟ اس کے متعلق خیالات مختلف تھے۔ بعض سیرت کے حامی تھے، بعض معائنہ باطن کی اہمیت کو برقرار رکھنا چاہتے تھے، اور بعض ان دونوں کے مخالف تھے۔

غرض کہ ۱۹۰۰ء تک مختلف مذاہب پیدا ہو گئے۔ لیکن یہ تمام اس بات پر متفق تھے کہ نفسیات کی نشوونما کے لیے خاطر خواہ انتظام کرنا ہم پر لا بد ہے۔ نفسیات کی خوش قسمتی کہ بعض اطباء نے نفسیات کے مطالعے کی ضرورت محسوس کی۔ مطالعہ کرنے کے بعد انہوں نے ایک علیحدہ لیکن نہایت ہی مشہور و مفید مذہب قائم کیا۔ قاعدہ ہے کہ کوئی چیز جتنی زیادہ تاریک ہوگی، روشنی پڑنے سے وہ چیز اتنی ہی زیادہ منور ہوگی۔ یہی حال نفسیات کا ہوا کہ بچپن میں ہی اس کے عروج کا ستارہ تمام عالم پر اب و تاب سے چمکا۔ اس ۳۵ سال کے قلیل عرصے میں یعنی ۱۹۰۰ء کے بعد درجہ علوم نے اس کی اہمیت کو تسلیم کر لیا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نفسیات کا مطالبہ تسلیم کر لیا جائے؟ یعنی دوسرے درجہ علوم کی طرح کیا اسے بھی ایک علیحدہ علم (سائنس) قرار دیا جائے؟ نیز یہ کہ اس نئے درجہ علم کا مستقبل کیا ہوگا؟

پہلے سوال کا جواب دینے کے لیے ہمیں دوسرے

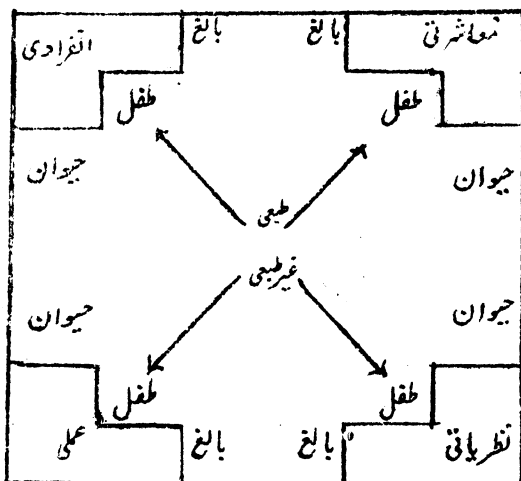
تمام علوم کی صفات مخصوصہ پر غور کرنا پڑے گا، ایسی صفات چار ہیں، پہلی دو نظری اور باقی ماندہ عملی صفات ہیں۔
۱۔ علوم کی تحقیق محکمانہ ہوتی ہے اور اس کی نشوونما آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔

۲۔ مشاہدات کے بعد علوم تجرباتی ہو جاتے ہیں یعنی علوم کی نشوونما میں تجربات خاص اہمیت رکھتے ہیں۔
۳۔ تمام علوم میں عملی پہلو ضرور موجود ہوتا ہے، یعنی علوم کو روزمرہ کی زندگی میں استعمال کیا جاتا ہے۔
۴۔ کلیے، قوانین وضع کیے جاتے ہیں، جن میں تغیر و تبدل ناممکن ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا نفسیات میں یہ صفات موجود ہیں؟ اگر یہ صفات اس میں موجود ہوں تو نفسیات کا مطالبہ تسلیم کرنے میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

۱۔ ”محکمانہ تحقیق“۔ یہ پہلے ذکر کیا چکا ہے کہ نفسیات کے مختلف مذاہب نے مختلف شعبے قائم کر لیے ہیں۔ یہ سب صرف اسی لیے کہ نفسیات پر

تمام ممکن ترین پہلوؤں سے روشنی ڈالی جاسکے۔ نفسیات کو بالعموم تین حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے نفسیات متعلقہ بالجان، اطفال اور حیوانات۔ ان میں مختلف شعبوں کو تین طریقوں سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلی تقسیم انفرادی اور معاشرتی رو سے ہے۔ دوسری طبعی اور غیر طبعی لحاظ سے ہے۔ تیسری تقسیم عملی اور نظریاتی ہے۔ شکل سے ان کو اس طرح واضح کیا جاسکتا ہے:۔



مختلف مذاہب نے اپنے اپنے موضوع تحقیق کے لیے

چھانٹ لیے ہیں۔ کسی کی توجہ کا مرکز محض حیوانات ہیں اور کوئی اپنی پیاس غیر طبعی نفسیات سے بچھا رہا ہے۔

۲۔ "تجربات" موجودہ تجربی نفسیات کی نشوونما فعلیات اور طبعیات سے ہوئی۔ اس لیے انہوں نے ان کی تقلید میں تمام ذہنی کیفیات کو تجربات سے واضح کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ اس ۲۵ سال کے قلیل عرصے میں مسئلہ شور، تکان، یادداشت، بصیرت، مشروبات کے اثر وغیرہ کو تجربات سے واضح کیا جا رہا ہے۔ سہولت کے لیے موزوں آلات بھی مہیا کر لیے گئے ہیں، اب محض نفسیات اور تجربی نفسیات کا فرق روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے مظاہرین کا تعلق محض نفسیات سے تھا، وہ بھی تجربی نفسیات میں داخل کر لیے گئے ہیں۔ یعنی احساس اور اعلیٰ خیالی، کیفیات، مثلاً سوچ بچار وغیرہ۔ یہاں سوال کیا جاسکتا ہے کہ نفسیات کے تجربات سے کیا مراد ہے؟ اس کا جواب مختصراً یوں ہے کہ "معمل میں حالات یا ماحول پر تسلط جاملینا"۔ یہی تسلط تمام علمی تحقیقات کی روح ہے۔ مظاہر کے محض مشاہدے کے لیے بعض اوقات

ایک مدت تک منتظر رہنا پڑتا ہے، کیوں کہ مظاہر ہماری مرضی سے دوبارہ تہور میں نہیں آسکتے۔ چند ایک طبیعی علوم کی بنیاد اسی قسم کے مشاہدوں پر مبنی ہے، لیکن اگر ہم حالات پر قابو پالیں، تو کئی ایک مشکلات سے صاف بچ سکتے ہیں۔ نفسیات کے معامل میں بھی اسی کا خاطر خواہ انتظام کیا جاتا ہے، جس سے معمول کی ذہنی کیفیات کا مطالعہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ نفسیات کے ”سیرتی مذہب“ کی تو بنیاد ہی گویا تجربات پر ہے ”معائنہ باطن“ ان کے نزدیک ایک مہمل چیز ہے۔ ان کے معمول میں انسانوں، حیوانوں، اور بچوں کی سیرت کا نہایت ہی خوبی سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جانوروں کی سیرت کے متعلق انھوں نے ان دنوں حیرت انگیز انکشافات کیے ہیں۔ بچے اور حیوان جن کو معائنہ باطن کی وجہ سے نفسیات سے خارج کیا جاتا تھا، اب نفسیات میں نہایت ہی ضروری حصہ لیتے ہیں۔

۳۔ ”عملی پہلو“۔ نفسیات کا دائرہ یوں تو عملی لگانا سے نہایت ہی وسیع ہے، لیکن اس کا استعمال ان تین

شعبوں میں سب سے زیادہ ہے :
 الف - "صنعت" : یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ
 صنعت و حرفت میں نفسیات کا استعمال دن بہ دن عام
 ہوتا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سی۔ ایس۔ مائرز
 سب سے مشہور ہستی ہیں جو لندن میں اس قسم کی درس گاہ
 کے پرنسپل ہیں۔ ان کی زیر نگرانی سب سے زیادہ
 تحقیق، تکان، کام اور فرصت کے اوقات اور
 قلیل ترین وقت میں بہترین کام لینے کے متعلق
 کی گئی ہے اور نتایج نہایت ہی خاطر خواہ برآمد کیے گئے
 ہیں۔ کارخانے کے مالک اپنے کام اور مزدوروں کی
 تعداد کے متعلق ماہر نفسیات سے مشورہ لینا ضروری
 خیال کرتے ہیں۔ کارخانے میں نفسیات کا استعمال یہ ہے کہ
 وقت کم کرنے کے علاوہ مزدوروں کی تعداد بھی کم کر دی
 جائے، لیکن یہ سب کچھ اس طریقے سے ہو کہ کام کی مقدار
 گزشتہ کام کی نسبت بہت زیادہ ہو۔ تجربات سے یہ ثابت
 کیا جا چکا ہے کہ کام اور فرصت کے اوقات ایک خاص
 طریقے سے معین کرنے سے کام کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے

اور مزدوروں کی صحت پر اس کا اثر بہت اچھا پڑتا ہے۔
 ب۔ "تعلیم"۔ یوں تو نفسیات کو محکمہ تعلیم میں پہلے بھی
 استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن تجربی نفسیات نے اس کے دائرے کو
 اور بھی وسعت دے دی ہے۔ محکمہ تعلیم پر غالباً سب سے
 زیادہ احسان ڈاکٹر الفرڈ بیسن اور سائمن کاہے جنہوں نے
 ذہنی معائنہ کا طریقہ ایجاد کر کے ذہنی عمر کا تصور قائم کیا۔
 امریکہ میں ٹرمن اور انگلستان میں برٹ نے کافی تحقیق
 کے بعد ۱۸ سال کی عمر تک کے افراد کے لیے ایسے معائوں
 کی فہرست تیار کی ہے، جن کی مدد سے نہ صرف کند ذہن
 بچوں کا پتہ چل سکتا ہے بلکہ ان کا علاج بھی کیا جاسکتا ہے۔
 کند ذہن بچوں کو اوسط درجے کے ذہین بچوں سے جدا
 نہ کرنے کا اثر ساری جماعت پر پڑا کرتا تھا۔ لیکن ذہنی
 معائنے سے اس کا مطلق خطرہ نہیں رہا۔ تعلیم کے علاوہ
 فوجی سپاہیوں پر بھی اس فہرست کا استعمال خوش اسلوبی
 سے کیا جاتا ہے۔

ان دنوں طریقہ تعلیم بھی نفسیاتی کر دیا گیا ہے۔
 بچے کو مارنے اور جھمکانے بجائے اس کے جملہ نقائص کا

نفسیاتی طریقے سے علاج کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ”تجزیۃ النفس“ ایک بہترین آلہ ہے۔ سبق یاد کرنے کے طریقے میں بھی نفسیات کو کسی طرح فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یادداشت کو قوی کرنے، کسی نظم یا شعر کو جلد از جلد یاد کرنے کے لیے ہمیں نفسیات کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔ تعلیمی نفسیات مدرسین اور طالب علموں پر بہت زیادہ احسان کر رہی ہے۔ ج۔ ”طب“۔ نفسیات کو غالباً سب سے زیادہ طب میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس علم میں اس کا استعمال اتنا عام ہے کہ خود طبی نفسیات کے کئی مذاہب پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ بات اب پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ عصبی اور ذہنی کمزوریوں کا علاج صرف نفسیات سے ہی ممکن ہے۔ چونکہ یہ ذہنی بیماریاں عضوی نہیں ہوتیں، اس لیے عام طبیب ان کا علاج کرنے سے قاصر ہیں۔ جنگ عظیم کے دوران میں ماہرین نفسیات کی خدمات کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، جنھوں نے خوف و یاس کے مریضوں کو جنگ کے دوران میں بھلا چنکا کر دیا، جنون اور مرگی کے ایسے مریض جن کو سوسائٹی سے اس خیال سے

یا ہر کمال دیا جاتا تھا، لیکن کا علاج ناممکن ہے۔ ماہر نفسیات نے ان کو خوش آمدید کہا۔ صرف یہی نہیں بلکہ انھیں اس قابل بنا دیا کہ وہ دوبارہ سوسائٹی میں حصہ لے سکیں۔ اس کا ایک مذہب "تجزیۃ النفس" اتنا عام ہو چکا ہے کہ اس کے چشمہ فیض سے لاکھوں پیاسے سیراب ہو رہے ہیں۔

۴۔ اب باقی معاملہ رہا قوانین کا۔ انسانی فطرت کے متعلق ایسے قوانین وضع کرنا جن کا اطلاق تمام انسانوں پر ہوتا ناممکن ہے۔ صرف افراد ہی اپنی فطرت میں ایک دوسرے سے مختلف نہیں، بلکہ ایک ہی فرد کی فطرت مختلف ماحول میں مختلف ہوتی ہے۔ انسانی فطرت کا یہ خاصہ ہے کہ اس کو سکون نہیں۔ تمام جاندار چیزوں میں ایک ایسی طاقت کام کر رہی ہے جس کی وجہ سے ان کی طبیعتیں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ اور ماحول کے متعلق کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیسے ہوں گے۔ اگر نفسیات میں ایسے کلی قوانین وضع کر لیے جائیں تو وہ اپنی فطرت میں طبعی یا فعلیاتی ہوں گے۔ انسان کی ذہنی دنیا اور اس کی سیرت کے متعلق قوانین تو یقیناً موجود ہیں

لیکن وہ طبعی کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتے۔
 اس مختصر بحث کے بعد قارئین کرام اندازہ لگا سکتے
 ہیں کہ نفسیات کا مطالعہ درست ہے اور اس کو قدرتی
 علوم میں شامل نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں
 ہوتی۔ جدید نفسیات کا انحصار حیاتیات اور فعلیات پر
 ہے، جو بذات خود قدرتی علوم ہیں۔ فلسفے سے اس کو
 وہی نسبت ہے جو ان علوم کو فلسفے سے ہے طبیعیات کا
 ماہر طاقت کی حقیقت عامہ کا مطالعہ کرنے کا خواہش مند
 نہیں۔ وہ محض طاقت کی چند امثلہ پر ہی اکتفا کرے گا۔
 حیاتیات کے عالم کا نظریہ حیات سے کوئی واسطہ نہیں۔
 وہ صبر و سکون سے بہت سی جاندار اشیا کا مطالعہ
 کرے گا۔ جس طرح طبیعیات کے عالم "مسئلہ طاقت" کی
 پر وا نہیں کرتے اور ماہر حیاتیات "مسئلہ حیات" پر کچھ بھی
 غور نہیں کرتے۔ اسی طرح نفسیات کے عالم "مسئلہ نفس" کو
 چھوڑ کر خاص ذہنی کیفیات کے مطالعے میں مشغول ہیں۔
 نفسیات دوسرے علوم کا تتبع کرتے ہوئے اس نتیجے پر
 پہنچ چکی ہے کہ کسی ایک علم کو دقیق مطالعے کے لیے

عام کو چھوڑ کر "خاص" کی طرف رجوع کرنا لازمی ہے۔ اس کا ایمان ہے کہ "خاص" کے مطالعے سے "عام" کی حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔ برعکس ان قدرتی علوم کے فلسفہ "عام" سے "خاص" کی طرف جاتا ہے۔ بس صرف یہی فرق ہے علوم اور فلسفے میں۔ قدیم اور جدید نفسیات میں جدید نفسیات کو ان وجوہ سے ہم دوسرے قدرتی علوم میں شمار کرنے پر مجبور ہیں اور بدیں حالات ہمیں اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں رہتا کہ نفسیات، فلسفہ سے بغاوت کے بعد علیحدگی اختیار کرنے میں حق بجانب ہے۔

مندرجہ بالا سوال کا دوسرا جزو نفسیات کے مستقبل کے متعلق تھا۔ اس کا جواب دینے کے لیے ہمیں نفسیات کی نشوونما کے مختلف درجات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ قدیم تجربی نفسیات کے عالم احساس، ادراک، رد فعل کا وقت اور نفسی طبیعیات کے متعلق تجربات کرنے کا کافی خیال کرتے تھے۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ ان سے متعلق تجربات کرنے نسبتاً آسان تھے اور فعلیات کے عالموں سے بہت کچھ

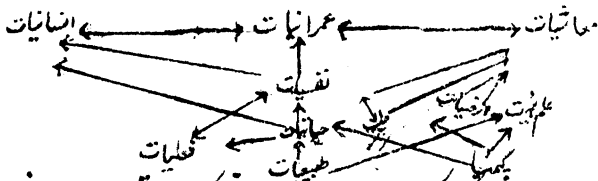
مدد کی توقع ہو سکتی تھی۔ ان کا یقین تھا کہ اساسی تجربوں کے بعد تجربی نفسیات کی دہلیز آسانی سے عبور کی جاسکتی ہے۔

اس کے بعد اینگلس اور تھارن ڈالک نے حافظے اور سیکھنے کے متعلق نہایت شاندار تجربات کیے۔ یہ زمانہ ۱۸۸۵ء سے ۱۹۰۰ء تک کا ہے۔ اس کے بعد خیالات اور معائنہ باطن کے متعلق تجربات سرانجام دیے گئے۔ اس کے فوراً بعد ہی طفلی نفسیات، معاشرتی نفسیات، غیر طبعی نفسیات وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی۔ ماہرین نفسیات نے شخصیت کا معائنہ کرنے کے طریقے بھی بہت جلد ایجاد کر لیے۔ حال ہی میں اعلیٰ ذہنی کیفیات کے متعلق بھی تجربات کیے جا رہے ہیں۔ نفسیات کی مختلف شاخوں کے عالم ہر ممکن سے ممکن طریقے سے اپنے متعلقہ شعبوں پر تجربی طریقوں سے روشنی ڈالنے میں کوشاں ہیں۔

اس کے بعد درجہ ہے مستقبل، اس کا تصور نفسیات کی نشوونما کی ترقی کی رفتار سے کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت تمام نفسیات تجربی نفسیات ہو گی۔ اس کے تمام پہلوؤں پر تجربات سے روشنی ڈالی جائے گی اور دوسرے طبعی علوم کا

ایک مستقل اور ضروری حصہ ہوگا۔ اس وقت ممکن ہے کہ نفسیات کے متعلق کلی قوانین بھی وضع کیے جاسکیں۔ یہ زمانہ یقیناً اس کے انتہائی عروج کا ہوگا لیکن فی الحال یہ تصور ہی تصور ہے۔

اگر نفسیات فی الواقع طبعی علوم کی ایک شاخ ہے تو سوال کیا جاسکتا ہے کہ نفسیات اور دوسرے علوم کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟ - معاشیات (Economics) عمرانیات (Sociology) اور انسانیات (Anthropology) تو براہ راست نفسیات پر مبنی ہیں۔ اور نفسیات بذات خود اپنے اصولوں اور طریقوں کے باعث حیاتیات اور فعلیات پر مبنی ہے۔ لیکن فعلیات اور حیاتیات نفسیات کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کر سکتیں۔ اس رشتے کو اس نقشے سے بخوبی واضح کیا جاسکتا ہے:



اس رشتے کو ایک اور طریقے بھی واضح کیا جاتا ہے۔ یعنی نفسیات انسانیات پر اور حیاتیات طبیعیات پر اور طبیعیات ریاضی پر اور ریاضی منطق پر مبنی ہے، لیکن منطق پھر نفسیات پر مبنی ہے۔

پہلا باب

تحلیل نفسی اور تعبیر خواب

تحلیل نفسی:

نفسیات کے اس شعبے کا نشوونما جو ”تحلیل نفسی“ کے نام سے مشہور ہے خود نفسیات سے نہیں ہوا۔ بلکہ طبی مشق سے ہوا۔ وسیع معنوں میں یہ علم امراض دماغی کے علم کی ایک شاخ ہے لیکن اس کی بنیاد کچھ ایسے اصولوں پر رکھی گئی ہے کہ ان دنوں یہ مذہب تمام ماہرین نفسیات کی توجہ اپنی طرف مبذول کر رہا ہے۔ اس کو ”نفسیات سیرت“ کے نام سے بھی موسوم کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ یہ سیرتی طریقوں

اور اصولوں سے بہت ہی بعید ہے۔ ڈاکٹر نیگ (Neur) کے مذہب کو اکثر نفسیات عمیق (Depth Psychology) کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ اس کا تعلق اس چیز سے ہے جو ہر فرد کی زندگی کی گہرائیوں میں محفوظ ہے۔

”تحلیل نفسی“ سے اکثر تین معنی مراد لیے جاتے ہیں :-
 الف۔ علم طب کا ایک خاص طریقہ جس کو ”دیانا“ یونیورسٹی کا ایک پروفیسر ڈاکٹر سگنڈ فراڈ (Sigmund Freud) عصبی کمزوریوں کے علاج کے کام میں لایا۔

ب۔ ایک ایسا خاص طریقہ جس سے نفس کے عمیق طبقات کا انکشاف کیا جاتا ہے۔ اور
 ج۔ ایک ایسا اصول جس سے اقلیم تعلیم کو مختص کیا جاتا ہے۔ ان معنوں میں یہ ”علم بے شعوری“ کا مترادف ہے۔ بعض طبیب غلط فہمی سے عصبی کمزوریوں کے ذہنی علاج کو ”تحلیل نفسی“ سے موسوم کرتے ہیں۔ اور وہ اس بات کو فراموش کر جاتے ہیں کہ اس میں ڈاکٹر فراڈ کے طریقے کو بالکل کام میں نہیں لایا گیا۔ قبل اس کے کہ ہم ”تحلیل نفسی“ کے معنوں پر بحث کریں۔ ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ

ڈاکٹر فراڈ سے قبل بھی چند حکما کو علم تھا کہ نفس میں چند ایسے عناصر بھی ہیں جو ادراک میں آنے کے ناقابل ہیں۔ لیکن فراڈ پہلا شخص تھا جس نے اس بات پر زور دیا کہ یہ عناصر نفس کے باقی اجزا کی مطابقت کے خلاف ہیں۔

تاریخ:

”تحلیل نفسی“ کی تاریخ علم امراض دماغی کی تاریخ سے وابستہ ہے۔ انھوں نے کمزور دماغ آدمیوں میں چند خاص تبدیلیاں دیکھ کر ان کے عادات، اطوار، اور ان کی ذہنی دنیا کا مطالعہ شروع کر دیا کہ اس سے اس کی وجوہ سمجھ میں آئیں۔ پس اسی اصول پر ”تحلیل نفسی“ کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ بات بہت دل چسپی سے سنی جائے گی کہ اس کے نشوونما کی تاریخ کا تعلق تاریخ تنویم سے گہرا ہے۔ جس کی بنیاد سب سے پہلے فرڈرک مسمر (Mesmer) نے ۱۷۸۰ء میں سائینس کے اصولوں پر رکھی جو دیا نایو نیوسٹی کے شعبہ طب کا طالب علم تھا۔ بدین وجہ اس سائینس کو اکثر ”مسمریزم“ کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس نے

اپنا تجربہ سنگ مقناطیس سے کیا۔ اور اس بات پر زور دیا کہ چند خاص امراض کا علاج سنگ مقناطیس سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس نے مقناطیس کی بجائے اپنی ہتھیلی کے خاص حصے کو اس کام کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس کے ذریعے انسان کو گہری نیند بھی سلایا جاسکتا ہے۔ شروع شروع میں اس نے اتنی شہرت حاصل کر لی کہ حکومت فرانس نے اسے اس بھید کے انکشاف کے لیے ایک معقول رقم نذر کی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حکومت نے اسے جلا وطن کر دیا اور یہ سوئزر لینڈ چلا گیا۔ اس کے نظریے پر عوام تو نگاہ حیرت ڈالتے تھے، لیکن طبیبوں نے اس پر کچھ خاص توجہ نہ کی۔ انیسویں صدی کے اخیر میں پیرس اور ٹینیسی کے دو متفاد مدارس نے بہت شہرت حاصل کر لی۔ شارکو (۱۸۲۵ - ۱۸۹۳ء) نے جو اپنے وقت کا مشہور عالم اور امراض عصبی میں خاص مہارت رکھتا تھا پیرس کے اسکول پر تسلط جمایا۔ اس نے معلوم کیا کہ جن اشخاص پر تنویم (Hypnotism) بہت زیادہ اثر کرے

وہ اختناق الرحم میں بہت جلد مبتلا ہو سکتے ہیں۔ اس نے اس اصول کو اختناق الرحم کے علاج میں استعمال کرنا اور مریضہ کے نفس پر تنویمی حالت کے اثر کا اندازہ لگانا شروع کر دیا۔ اس کا یہ خیال "نینسی" والوں کے خلاف تھا جن کا یہ عقیدہ تھا کہ تقریباً ہر ایک انسان پر تنویمی اثر ہو سکتا ہے۔ اور اشارات کے ذریعے بھی ایسی حالت کا طاری ہونا ممکنات سے ہے۔ اسی لیے انھوں نے اس طریقے کو عصبی امراض میں برتنا شروع کیا تھا۔

شارکو کے بہت سے شاگرد تھے جنھوں نے تشریح اعصاب میں بہت شہرت حاصل کی۔ بوستن کے مارٹن پرنس (۱۸۵۴ - ۱۹۲۹ء) نے بھی تنویمی طریقہ مختلف امراض میں استعمال کیا۔ ماہرین نفسیات اس سے اس کے تجربات اور تجزیہ ادراک کے سبب سے بخوبی آشنا ہیں۔ جینے (۱۸۵۹ء) ہماری توجہ کا خاص مستحق ہے جس نے پچھلی صدی کے اخیر میں اپنی زندگی امراض اعصاب کے لیے وقف کر دی۔ اس نے اختناق الرحم میں شارکو کے طریقہ تنویم میں نئے تجربے قائم کیے۔ اور سب سے پہلے

اسی نے معلوم کیا کہ حالت تنویم میں اختناق الرحم کی مریضہ ان تمام واقعات اور حوادث کو دہرا سکتی ہے جو مدت ہوئی خواب و خیال سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ اسی طرح تمام فراموش شدہ صدمات کی یاد اس حالت میں بخوبی تازہ ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اس نے یہ بھی معلوم کیا کہ اگر تنویم حالت میں طبیب مریضہ کو اس قسم کے اشارات دے کہ اس کا دورہ ختم ہو چکا ہے اور اس کے تمام نشانات کا فور ہو چکے ہیں تو ہوش میں آنے پر مریضہ بالکل تندرست ہو سکتی ہے، اور اس کی تمام علامات مرض غایب ہو سکتی ہیں۔ برائڈ (۱۸۴۲ء) اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گیا اور اس نے اس بات کا انکشاف کیا کہ علامات بذات خود کچھ معنی رکھتے ہیں، اور مریض کی زندگی اور اس کے مرض کے ساتھ ان کا گہرا تعلق ہے۔ یہ انکشاف اس نے ۱۸۸۶ء میں اختناق الرحم کی ایک مریضہ کا علاج کرتے ہوئے کیا اور اسی وجہ سے اس نے کافی شہرت حاصل کر لی۔ ایک لکانا سے ہم جینے کو جو قریب قریب اسی نتیجے پر پہنچا تھا اس پر ترجیح دے سکتے ہیں۔ کیونکہ اس نے

برائے سے پہلے اپنے تجربات اور انکشافات کو کتابی صورت میں شایع کیا۔ برائے اپنے تجربات کو ۱۸۹۳ء سے پہلے شایع نہ کر سکا اور یہ وہ زمانہ تھا جب وہ اور ڈاکٹر فراڈ اس اہم منزل سے ہم سفر تھے اور دونوں ایک عالم کو محو حیرت کر رہے تھے۔ برائے اور جیمز سے پہلے لارے نے بھی یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ دیوانے کے ادبام بھی کچھ حقیقت رکھتے ہیں۔ لیکن ان کی حقیقت کے راز کو آشکارا کرنا مشکل کام ہے۔ ڈاکٹر فراڈ اور برائے کے متفقہ انکشافات ثابت کرنے سے پہلے فراڈ کی زندگی کے حالات تحریر کرنے ضروری ہیں جو انہیں معنوں میں تحلیل نفسی کا بانی کہا جاتا ہے۔ جن معنوں میں آگبر خاندان مغلیہ کا:-

سگمنڈ فراڈ، زیکو سلے دیکیا میں ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوا لیکن وہ بچپن ہی سے ویانا چلا آیا۔ یونیورسٹی میں اس نے طب کا مطالعہ کیا اور اس علم میں خاص دل چسپی لینے لگا۔ تعلیم سے فراغت حاصل کر کے اس نے چھو سال تک فعلیات کے محل میں کام کیا، چونکہ اس شعبے میں اسے اپنی زندگی کی بہبودی کی کوئی خاص توقع نہ تھی اس لیے

اس نے طب کی مشق شروع کر دی۔ ۱۸۸۱ء میں وہ مہمل سے ہسپتال چلا گیا اور وہاں اس نے علم اعصاب میں مہارت پیدا کر لی۔ خصوصاً اس کی تشریح اور نامیاتی امراض مثلاً فالج اور دماغی امراض وغیرہ میں بڑی کامیابی حاصل کی۔ ان ایام میں دیانا کے طیب اعصاب کے متعلق بہت ہی کم جانتے تھے اور ان کے علاج سے قطعاً ناواقف تھے۔ فراڈ، شارکو کی شہرت سن کر عصبی امراض کا مطالعہ کرنے کے لیے ۱۸۸۵ء میں پیرس چلا گیا، اور وہاں ایک سال تک مقیم رہا۔ اختناق الرجم کی مرلیضہ کے علاج میں شارکو کے ترمیمی طریقے نے فراڈ پر گہرا اثر ڈالا، لیکن شارکو کے ایک فقرے نے اس کی توجہ کو سب سے زیادہ مبذول کیا کہ تمام عصبی امراض میں انسان کی صنفی زندگی میں ہمیشہ کچھ فتور ہوتا ہے، اور کافی جدوجہد سے اس کا پتہ بھی چل سکتا ہے۔ فراڈ کے دل پر یہ فقرہ نقش کا بجر ہو گیا۔

Woodworth: Contemporary School, of Psychology, P. 137.

لیکن ۵۰ اکثر غور کرتا رہتا کہ اگر اس کا یہ نظریہ صداقت پر مبنی ہے تو کیوں شاکر کو اس سقم سے عصبی امراض کے علاج میں کام نہیں لیتا؟ فراڈ کے دل میں شب و روز یہ خیال چٹکیاں لیتا رہا اور اس غور و خوض کا یہ نتیجہ نکلا کہ فراڈ نے ایک نیا اور مشہور نظریہ قائم کیا۔ یہ نظریہ اس کے دیرینہ خیالات کا ثمر شیریں تھا۔

سنہ ۱۸۸۶ء میں فراڈ، ویانا واپس چلا آیا، اور اس نے عصبی امراض خاص کر احتناق الرحم کے لیے نئے طریقہ علاج کی مشق شروع کر دی۔ اس کے علاج کا دار و مدار تنویمی طریقے پر تھا۔ لیکن اس طریقے میں فراڈ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، اور اس پر واضح ہو گیا کہ یہ کامیابی کے راستے میں سد سکندری کا کام دے رہا ہے۔ کیونکہ ایک تو تمام مریضوں پر اس کا اثر ناممکن ہے اور دوسرے مریض پر اس کا اثر ہو جانے کے باوجود علامات مفقود نہیں ہوتیں، یعنی جینے کا طریقہ علاج تمام حالتوں میں ممکن نہیں۔ انھیں وجوہ سے اسے اپنی امیدوں کے مطابق کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ اس لیے اس نے

دو بارہ فرانس جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ لیکن اس دفعہ وہ شارکو کے پاس نہ گیا بلکہ نینسی اسکول کے کارپردازوں کے پاس پہنچا جن کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ ہر مریض پر تنویمی اثر ڈال سکتے ہیں۔ حقیقت میں انھوں نے اس تنویمی طریقے میں کافی ترقی کر لی تھی اور حالت تنویم میں اشارات کے ذریعے مریضوں پر کافی تجربات کر چکے تھے اور انہیں تجربات کی بنا پر ان کا دعویٰ خام نہیں تھا۔ آج بھی اس میں کے طریقے خاص کر گوے اور باڈون کے طریقوں کو تنویم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ قرآڈ اس مدرسے کے ایک طبیب کی باتیں سن کر مایوس ہو گیا جس نے اسے مطلع کیا کہ یہ طریقہ خصوصی مریضوں کے لیے کامیاب ثابت نہیں ہو رہا ہے جتنا کہ عام مریضوں کے لیے خصوصی مریض زیادہ زیرک اور ذہین ہونے کی وجہ سے اس طریقہ علاج سے پورا فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ قرآڈ واپس چلا آیا اور اختناق الرحم کے علاج میں مشغول ہو گیا لیکن اس نے کوئی خاص قابل ذکر ترقی نہ کی۔ وہ کسی نئے طریقے کی دریافت کی امید میں سرگرداں رہا۔

فراڈ اور برائٹر:

فراڈ کی کوششیں جلد ہی بار آور ہوئیں ، اور اسے معلوم ہوا کہ اس کا دیرینہ دوست جو فرزند برائٹر بھی اسی کوشش میں مصروف ہے۔ فراڈ کو برائٹر سے شاکو اور فینسی اسکول والوں سے بھی زیادہ قایمہ پہنچا۔ برائٹر ویانا کا ایک مشہور طبیب تھا جس نے فراڈ کی طرح عضوی معمل میں کام کرنے کے بعد طبی مشق شروع کر دی تھی۔ اس نے فعلیات میں متعدد انکشاف کر کے مشہور و معروف نظریے قائم کیے۔ اب فراڈ اور برائٹر عضوی امراض کا علاج دریافت کرنے کے لیے متفقہ کام کرنے لگے۔ برائٹر ان دنوں ایک نئے طریقے کی دریافت میں مصروف تھا۔ اس نے ہی یہ دریافت کیا تھا (جینے کے انکشاف کا بھی یہی نتیجہ تھا) کہ اختناق الرجم کی علامات کئی طریقوں سے مریضہ کی زندگی کے فراموش شدہ حوادث اور واقعات سے وابستہ ہوتی ہیں۔ جینے کی طرح اس نے بھی یہ معلوم

کیا کہ اگر مریضہ ان فراموش شدہ واقعات کو دہرا دے تو اس کی علامات کا فورہ ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اس نے تنویبی طریقے کو ایسی مریضہ پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اسے معلوم ہوا کہ جب ایسی حالت میں فراموش شدہ واقعات یاد آتے ہیں تو وہ بہت ہی صاف اور واضح ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے سمجھنے میں طبیب کو کسی قسم کی دقت نہیں اٹھانی پڑتی۔ نیز مریضہ پر ایسے واقعات خاص اقسام کے احساس طاری کر دیتے ہیں۔ یہ انکشاف برائے کو اس زمانے میں ہوا جب وہ نئے طریقے کی دریافت میں ہمہ تن مصروف تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ خوش قسمتی سے وہ ان دنوں اختناق الرحم کی ایک مریضہ کا علاج تنویبی طریقے سے کر رہا تھا۔ مریضہ نے معلوم کیا کہ اگر برائے نے اسے حالت تنویم میں صرف جذباتی مصائب کے دہرانے کے لیے کہا ہوتا تو اس سادہ طریقے سے مریضہ پر زیادہ اثر پڑتا۔ حالت تنویم میں اسے اپنے تمام فراموش شدہ واقعات یاد آ گئے۔ ہوش میں آنے پر وہ برائے کو تمام واقعات سنانے میں کامیاب ہو گئی،

اور صرف ان واقعات کے سنانے سے اس کی علامات مرض بہت کچھ مفقود ہو گئیں۔ برائے نے یہی طریقہ استعمال کرنا شروع کر دیا، اور اس طریقے سے وہی مریضہ صرف چند ہی ایام میں بالکل تندرست ہو کر اپنی اصلی حالت پر آگئی۔ اب فراڈ اور برائے دونوں نے اس طریقے کو دوسرے مریضوں پر استعمال کرنا شروع کیا، اور کچھ کامیابی بھی انہیں نصیب ہوئی۔ ۱۸۹۳-۹۵ء میں انھوں نے اپنے انکشافات کو شائع کیا۔ یہ نیا طریقہ تنویم اور تکلم پر مشتمل تھا۔ یعنی مریض (یا مریضہ) کو حالت تنویم میں جذباتی مصائب دہرانے کے لیے کہا جاتا۔ جیسے بھی ان سے پیچھے نہ تھا۔ وہ ان سے پہلے ہی یہ شائع کر چکا تھا کہ آدمی کی یادداشت کو قوی کرنے، گزشتہ بھولے ہوئے واقعات کو یاد کرنے اور علامات کے مضمرات دریافت کرنے کے لیے تنویمی طریقہ بہترین طریقہ ہے۔ ان دونوں میں فرق صرف اتنا تھا کہ جیسے تنویم کے ذریعے ہی مریضوں کا علاج کرتا۔ لیکن فراڈ اور برائے کا

علاج مریضوں کے تکلم پر منحصر تھا۔ وہ تنویم کو صرف اس لیے قبول کرتے تھے کہ اس حالت میں اگر مریض واقعات کو یاد کر کے صحیح صحیح دُاِمرانے میں کامیاب ہو سکیں۔ انہوں نے اس طریقہ کا نام "اسہال دماغی" رکھا۔ انہوں نے یہ بھی دریافت کیا کہ مریض کے ایسے واقعات جو یاد آتے ہی اس کو شرمندہ کر دیں یا اس قسم کا کوئی اور جذبہ پیدا کر دیں، جلد فراموش ہو جانے کے زیادہ اہل ہیں۔

اس نشان دار ابتدا کے فوراً بعد ہی برائٹر کو چند وجوہ سے اس طریقے سے مایوس ہو کر دست بردار ہونا پڑا۔ اب فراڈ اکیلارہ گیا۔ کچھ عرصے کے بعد برائٹر کی مایوسی کی وجوہ اس کی سمجھ میں آگئیں۔ ایک مریضہ اس کے زیر علاج تھی۔ جب اس کا علاج قریب الاختتام تھا تو اس نے برائٹر پر یہ واضح کیا کہ اس کو اس کے ساتھ عشق ہو گیا ہے، اور وہ اس سے کسی صورت میں بھی جدا نہیں ہو سکتی۔ انہماز عشق کا برائٹر پر بھی اثر نہ ہونا نامکن تھا۔ وہ عجیب شش و پنج میں پڑ گیا۔ غور و خوف کے بعد اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ نیا طریقہ

طبیبت کے لیے سخت خطرناک ہے۔ کیوں کہ اس طریقے سے طبیب کا برتاؤ مریض کے ساتھ ویسا نہیں رہتا جیسا طبی مشق میں ہونا چاہیے۔ فراڈ کو بھی بعد میں انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ ان پر جلد ہی غائب آگیا۔ مریضہ کے عشق کی حقیقت دریافت کرنے سے اس نے یہ معلوم کیا کہ یہ اس کی اپنی ہستی نہیں جو مریضہ کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ بلکہ مریضہ اس (طبیبت) کے لذات کو اپنا قدیم عاشق یا معشوق سمجھ کر ایسی حرکات کرنے پر مجبور ہے۔ مریضہ اس کی ہستی کو اپنا اصلی محبوب جان کر اس کی طرف راغب ہوتی ہے۔ یعنی طبیب کو اپنے محبوب کی شبیہ سمجھ کر اظہار عشق کرتی ہے۔ اگر طبیب اس کے اظہار کی چنداں پرواہ نہ کرے کہ اپنے مخصوص طریقے پر اس کے علاج میں بہ دستور مشغول رہے تو مریضہ کا یہ انداز اس کے علاج میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اور طبیب کے لیے یقیناً کاسیابی پیش خیمہ۔ کیوں کہ اس صورت میں مریضہ طبیب کو

اپنا محبوب جان کر تمام راز افشا کر دیتی ہے۔ اس طرح لمبیب دفتوں کا سامنا کرنے سے بچ جاتا ہے۔ نیز اس کو راز کے افشا کے لیے غیر معمولی جدوجہد نہیں کرنی پڑتی۔ کیوں کہ مریضہ ایسے راز جو اس کی حنفی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں کبھی کسی دوسرے پر ظاہر نہیں کر سکتی۔ انہیں کو معلوم کرنا فراڈ کے لیے سب سے اہم کام تھا۔ وہ ایک مدت تک ایسے طریقے کی دریافت میں مشغول رہا، جس سے وہ بہ آسانی ہر فرد کی بے شعور گہرائیوں تک پہنچ سکے۔

فشاری طریقہ :

فراڈ کے بہت سے مریض ایسے تھے جن پر تنویمی حالت کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس لیے فراڈ نے تہیہ کر لیا کہ وہ اپنا طریقہ علاج اس کے بغیر ہی جاری رکھے۔ اس نے برسوں کو مریضوں کی تنویمی

حالت کے واقعات کو پہنچتے ہوئے دیکھا تھا۔ مریضوں کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) لی ایبال کا شاگرد تھا، جس کو اشارات کا
 باپ "مانا جاتا ہے۔ لی ایبال قدیم نینسی مدرسے کا بانی
 تھا۔ ایبال کوٹے نے اسی کے تجربات ملاحظہ کر کے بڑا
 نام پیدا کر لیا۔ نینسی میں اس نے متواتر بیس سال
 اس کی مشق کی۔ غربا اس کے سادہ طریقہ علاج سے
 بہت ہی مستفید ہوئے۔ ایولائیٹ برنٹیم نے جو نینسی میں
 طب کا پروفیسر تھا، اس کے نظریوں کو فلسفیانہ رنگ میں
 رنگا۔ قدیم نینسی مدرسے کے نظریے زیادہ تر اسی کی
 وجہ سے مشہور ہیں۔ برنٹیم بہ ذات خود تنویم کا بہت بڑا
 عالم تھا۔ باڈون، جو کوٹے کا شاگرد تھا اپنی مشہور
 کتاب

کے مقدمے میں تحریر کرتا ہے: "میرا بچپن اور میرے
 عالم جوانی کا بہت سا حصہ نینسی میں گزرا ہے۔ میرے
 تخیلات برنٹیم کے عجیب و غریب تجربات ملاحظہ کر کے
 درہم برہم ہو جاتے۔ وہ اپنے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) ہم پر

صرف یہ یقین دلانے سے کہ وہ ان واقعات سے بہ خوبی واقف ہیں اور ان کو بلا مشقت دہرا سکتے ہیں اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتا۔ مریضوں کو یہ یقین دلانے کے لیے تنویمی حالت کا طاری ہونا کوئی ضروری نہ تھا۔ فراڈ نے بھی اسی طریقے کا تتبع کیا۔ عصبی مریض، جن پر ایسی کیفیت طاری ہونا ناممکن تھا، اس طریقے سے تمام واقعات بیان کر دیتے۔ اگر مریض اپنے واقعات بیان کرنے میں کہیں رک جاتے تو فراڈ انہیں یہ یقین دلا دیتا کہ جب وہ ان کی پیشانی کو اپنے ہاتھ سے قدرے دبائے گا تو تمام واقعات بلا کم و کاست یاد آجائیں گے، اور ان کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) مہمول کو حکم دیتا کہ ٹھنڈے ستون کو چھو کر سخت جلن محسوس کرے۔ چنانچہ مہمول حقیقت میں جلن محسوس کرتا، اور اس کے ہاتھوں پر جلن کے نشان بھی پائے جاتے۔ برنیم "تحلیل نفسی میں بھی کافی مہارت رکھتا تھا۔

حافظہ بالکل تازہ ہو جائے گا۔ یہ طریقہ بھی بہت کچھ مفید ثابت ہوا۔ بعد میں فراڈ اس کو "نشاری طریقے" کے نام سے موسوم کیا۔ یہ طریقہ تنویمی طریقے سے اس لحاظ سے ملتا ہے کہ دونوں طریقوں میں معمول پر صرف عامل ہی کی باتوں کا ممکن ہے۔ عامل کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا عمل ناممکن ہے۔ مریض کو صرف عامل ہی یقین دلا سکتا ہے کہ وہ اپنے واقعات و حوادث کو بہ خوبی بیان کر سکتا ہے۔ یہ یقین کسی دوسرے شخص سے ممکن نہیں۔

مزاحمت و امتناع :

گو یہ طریقہ فراڈ کے لیے بہت ہی کارآمد ثابت ہوا (کیونکہ اس طریقے میں کوئی غلطی نہ تھی) اور تمام مریض اسی طریقے سے فراموش شدہ واقعات کم و بیش دہرانے میں کامیاب ہو جاتے تھے، لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ فراموش شدہ واقعات آسانی سے یاد آجاتے، نشار سے

ہمیشہ صحیح واقعات یاد نہ آتے۔ صحیح واقعات کی یاد کے لیے بہت سی مشقت کی ضرورت تھی۔ فراڈ نے جلد ہی یہ بھی معلوم کر لیا کہ ایسے واقعات جو یاد نہیں آتے ان کا باعث ایک ایسی طاقت ہے جو ان واقعات کو شعور میں نہیں آنے دیتی۔ ان کو شعور میں لانے کے لیے اس طاقت کے ساتھ بہت سی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ کیونکہ صرف اسی طرح اس طاقت کو مغلوب کرنے کے بعد راستہ صاف کیا جاسکتا ہے۔ فراڈ نے یہ بھی دریافت کیا کہ یہ طاقت جو ان کو شعور میں نہیں آنے دیتی وہی طاقت ہے جو ان واقعات کو فراموش کرنے کا باعث ہے۔ یعنی جو طاقت حافظے کو شعور میں نہیں آنے دیتی بلا شک و شبہ وہی طاقت ہے جس نے ابتدا میں حافظے کو شعور سے باہر پھینکا تھا۔ پہلی حالت میں فراڈ نے اس طاقت کو جو معمول کے چند واقعات یاد کرنے میں خارج ہے "مزاحمت" کا نام دیا، اور دوسری حالت میں اس نے اس طاقت کو

جو فی الحقیقت اس فراموشی کا باعث ہے "امتناع" سے موسوم کیا۔ یہی طاقت جس کے دو مختلف نام ہیں، فراڈ کے "تحلیل نفسی" کی سنگ بنیاد ہے۔

مسائل تحلیل نفسی:

"امتناع" کی حقیقت فراڈ نے چند مریضوں پر تجربہ کرتے ہوئے دریافت کی۔ اس نے ہر دفعہ یہ معلوم کیا کہ وہ چیزیں جو یاد نہیں کی جاتیں، بلاشک و شبہ ایسی ہوتی ہیں جن کی یاد سے مریض کو نادم ہونا پڑتا ہے، یا جن سے ناگوار احساس طاری ہو جاتے ہیں۔ گزشتہ واقعات کے شعور میں نہ آنے کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے۔ یہ واقعات بالعموم مریض کی ایسی خواہشوں سے تعلق رکھتے ہیں جو مدت ہوئی اس کے اخلاق سے برسرِ پیکار رہ چکی تھیں۔ یہیں سے اختناق الرحم کی علامات سمجھ میں آسکتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو متعدد دماغی حوادث سے طاقت حاصل ہوتی ہے۔ یعنی سب سے پہلے ناپسندیدہ خواہش

پھر دماغی کش کش ، پھر امتناع اور سب سے آخر علامات کی بناوٹ سے ۔ اختناق الرحم کی علامات کو ان تمام دماغی حوادث سے یکے بعد دیگرے گزرنا پڑتا ہے ۔ یعنی جب ناپسندیدہ خواہشیں دماغی کش کش میں آکر ممتنع ہو جاتی ہیں تو اختناق الرحم (یا عصبی بیماریوں) کی مخصوص علامات ظاہر ہو جاتی ہیں ۔ اس سلسلے کی ہر ایک کڑی سے ایک نیا مسئلہ پیدا ہوتا ہے ۔

۱۔ کن اقسام کی خواہشیں (یا خیالات)

عصبی امراض کے مریضوں کو اتنی ناپسند ہوتی ہیں کہ مریض ان کو رد کر دیتے ہیں اور وہ ممتنع ہو جاتی ہیں ۔

۲۔ ایسی خواہشوں کے مقابل جو طاقتیں

کام کرتی ہیں ان کی حقیقت اور اعلیت کے متعلق ہم کیا جانتے ہیں ؟

۳۔ ان ناپسندیدہ خواہشوں اور خیالوں پر کیا گزرتی ہے جب کہ وہ ممتنع ہو جاتے

ہیں۔ اور

۴۔ علامتوں اور ممتنع خواہشوں کا آپس میں

کیا تعلق ہے؟

۱۔ ڈاکٹر فراڈ نے جب علیحدہ مشق شروع

کی تو اس نے فشاری طریقہ بھی ترک کر دیا، اور مریض کی خاص خاص علامات کا طریقہ بھی۔ فراڈ نے جتنے مریض دیکھے، ان سب کی علامات نہایت ہی پیچیدہ تھیں، اور ان کو سمجھنا بہت ہی مشکل تھا۔ اب فراڈ اپنے مریض کو آرام سے اس طرح بٹھاتا، جس طرح وہ حالت تنویم میں بیٹھتا۔ اس کے بعد مریض کو اپنی بالکل سچی داستان سنانے کے لیے کہتا، اور اسے اس امر کی تاکید کر دیتا کہ وہ کوئی بات خواہ وہ کسی قسم کی کیوں نہ ہو ہرگز ہرگز نہ چھپائے۔ مریض کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے کسی واقعہ کو معمولی یا باعث ندامت خیال کر کے طیب سے چھپائے۔ اس طریقے کا نام

فراڈ نے "اُتلاف اختیاری" (Free Association) رکھا۔ مریض کے لیے یہ بہت مشکل کام تھا۔ کیونکہ اس کے ذہن میں ایسی ایسی باتیں آتیں جن کے بتانے کی وہ پروا نہ کرتا، یا کسی خاص وجہ سے ان کو فراڈ سے پوشیدہ رکھنا ہی مناسب خیال کرتا۔ فراڈ کو بار بار اس کا وعدہ یاد دلانا پڑتا، لیکن جب تجربہ شروع ہو جاتا، تو مخصوص واقعات نہ بتانے کی شرم جاتی رہتی، اور وہ تمام واقعات اس سے کہتا جاتا۔ مریض کو معلوم ہو جاتا کہ اس کی صحت کا راز اسی میں مضمر ہے کہ وہ فراڈ سے کوئی واقعہ نہ چھپائے۔ اس مشکل پر تو فراڈ غالب آ گیا، لیکن ابھی اور مصیبت باقی تھی۔ یعنی ممتنع واقعات اور خواہشوں کو شعور میں کس طرح واپس لایا جائے۔ وہ طاقت جو امتناع میں کام کر رہی تھی اس دقت بھی موجود تھی، اور خیالات کو عرفان میں آنے سے باز رکھتی تھی۔ کیونکہ مریض کی خواہش کے باوجود وہ طاقت اپنے کام میں ہمہ تن مصروف تھی۔ بہت سے

خیالات جو مریض کے ذہن میں آتے بہ ظاہر مرض کے ساتھ ان کا کچھ بھی تعلق معلوم نہ ہوتا اور اکثر واقعات تو بالکل ہی مہمل معلوم ہوتے۔ لیکن فراڈ کو یقین تھا کہ یہ فضول اور مہمل واقعات بھی مریض کے ممتنع واقعات اور خواہشوں سے وابستہ ہیں، اور اس لحاظ سے یہ بھی ضروری ہیں۔ فراڈ کا یہ یقین درست تھا، کیونکہ جب ان مہمل خیالات پر اور زیادہ روشنی ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ ان کا تعلق فی الحقیقت مریض کے نہایت ضروری واقعات سے ہے۔

فراڈ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ وہ ایسے طریقے کا خواہش مند تھا جس سے مریض کے از یاد رفتہ واقعات کا بلا واسطہ مطالعہ کیا جاسکے۔ اس پر جلد ہی واضح ہو گیا کہ مریض کے خواب اس کام کے لیے نہایت ہی موزوں ہیں۔ مریض گذشتہ رات، یا اپنی بیماری سے پہلے کا کوئی خواب سُناتا، اور فراڈ کی مدد سے خواب کے

ہر ایک فقرے کے متعلق اپنے خیالات "اُتلاف اختیاری" کے طریقے پر قائم کرتا۔ مرض کی علامات کے مضمحل معانی معلوم کرنے کے لیے مریض کے خواب بہت ہی کارآمد ثابت ہوئے۔ "تحلیل نفسی" میں فراڈ کا دریافت شدہ تعبیر خواب کا طریقہ بہت ہی مفید ثابت ہوا۔ اس نے خوابوں کے تمام مشہور و معروف نظریے اپنی پہلی مشہور و معروف کتاب "تعبیر خواب" *Die Traumdeutung* میں درج کیے۔ یہ کتاب اپنی طرز میں بے نظیر کتاب ہے، اور بلا مبالغہ اس موضوع پر بہترین۔ اس میں فراڈ نے زیادہ تر اپنے خوابوں کی ہی تحلیل کی ہے۔ خوابوں کے وجوہ "خواب ممتنع خواہش کی تحلیل گاہ کی حیثیت سے" خوابوں کا منبع اور مواد اور نفسیات احلام وغیرہ مضامین پر فراڈ نے نہایت ہی خوبی اور وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔ اس کے پیروں نے اس کتاب کو علمی اور عملی لحاظ سے بے نظیر پا کر اپنے انکشافات کے لیے راہبر بنایا۔ اس کے بعد اس نے ۱۹۰۱ء میں اپنی دوسری مشہور کتاب "حیات یومیہ کی مرضیات نفسی"

(Psychopathology of Everyday Life) میں روزمرہ کی معمولی غلطیوں کی، جن کو اکثر ہم نظر انداز کر جاتے ہیں، تشریح کی ہے اور واضح کیا ہے کہ ان کا بھی مرض کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔

کچھ عرصہ بعد فراڈ اور دوسرے ماہروں نے متواتر کوششوں سے معلوم کیا کہ خواب میں چند عناصر ایسے بھی ہوتے ہیں جو منفی زندگی یا منفی چیزوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً تین کا عدد، درخت، چھتری، نوکدار اور تیز آلات، بندوق، پستول، پنسل اور فلم وغیرہ مرد کے اعضاء مخصوص کو ظاہر کرتے ہیں۔ جاندار اشیا میں سے جونک، سانپ، مچھلیاں اور چھوٹے بچے، عضو تناسل کو ظاہر کرتے ہیں۔ عورت کے اعضاء مخصوص خواب میں اکثر غار، جیب، کمرہ، میز، کتاب، منہ، گر جا، چشمہ اور جنگل وغیرہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ سیب، ناشپاتی، سنگرہ، تربوز اور کلتری وغیرہ عورت کی چھاتی کے نشان ہیں۔ ہوا میں اڑتا ہوا ہوائی جہاز میں بیٹھنا مباشرت کی علامات ہیں۔

درخت کی شاخ کو کھینچنا یا دانت باہر نکالنا یہ حلق کی عادت کو ظاہر کرتے ہیں۔ پانی سے نکلنا یا غولہ زنی کینا پیدائش کی علامات ہیں۔ ان علامات کے مقرر کرنے کے بعد تحلیل نفسی کی مشق کرنے والوں کو بہت کچھ مہمات ہو گئی۔ کیونکہ جب مریض اپنا خواب سناتا اور اس کے خواب میں مندرجہ بالا اشیا میں سے کوئی شے موجود ہوتی، تو انہیں معافی اخذ کرنے میں کوئی دقت نہ اٹھانی پڑتی۔ لیکن اصل مصیبت پھر بھی

۱۔ بعض طیبب مثلاً ڈاکٹر روزر، ان صنفی علامات سے متفق نہیں۔ ڈاکٹر روزر نے اپنی کتاب "نزاع اور خواب" (Conflict and Dream) میں اس موضوع پر کافی بحث کر کے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ ایسی علامات صنفی نہیں ہو سکتیں۔ لیکن میرے خیال میں فراڈ اور اس کے پیروں کی دلائل زیادہ مدلل ہیں، اور ایسی چیزیں فی الواقع صنفی اعضا، کو ظاہر کرتی ہیں

باقی تھی۔ مریض کو اس کے مرض کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے علاوہ مرض کی وجوہ سے مطلع کرنا زیادہ ضروری تھا، اور اس کام کے لیے پھر اختلاف اختیار ہی تھی ضرورت تھی۔

جب مریض کو آپ بتی سنانے کے لیے کہا جاتا، تو معلوم ہوتا کہ اس کی آپ بتی میں بہت سے وقفے رہ گئے ہیں۔ ان میں سے بہت سے وقفے تو ان یادداشتوں پر منحصر ہوتے، جو صرف اسی وقت ہی فراموش ہو جاتے، ورنہ وہ دیگر ادتات میں باسانی یاد کرنے کے قابل ہوتے۔ بہت سے واقعات ایسے ہوتے جو مریض کے ذہن میں اس وقت آتے تو تھے، لیکن وہ کسی ندامت کے سبب سے طیب سے نہ کہتا۔ کیونکہ وہ واقعات مریض کو شرمندہ کرنے یا اس کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوتے۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ایسے واقعات جو ارادتاً روکے جاتے یا جو ممتنع ہو جاتے صرف وہی ہوتے جن سے مریض کو نادم ہونا پڑتا۔ فراڈنے

پے در پے تجربات سے یہ نتیجہ نکالا کہ شرم اور ندامت بھی امتناع کا کام دیتی ہے۔ کیونکہ فراموش شدہ واقعات کو یہ بھی شعور میں آنے سے روکتی ہے۔ ایسی ممتنع خواہشات جو عصبی مریضوں کے ذہن میں ہوتی ہیں، ان کی صنفی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ فراڈ کو نہ صرف آثار کو کا فقرہ ہی یاد آیا کہ تمام عصبی مریضوں میں صنفی رکاوٹیں موجود ہوتی ہیں بلکہ اس نے یہ بھی دریافت کیا کہ ممتنع صنفی خواہشیں، جو مجلس کے آداب یا زور ضروریات کی وجہ سے دبا دی گئی تھیں، عوام الناس میں بھی موجود ہوتی ہیں۔ یعنی یہ خواہشیں ان پر بھی غالب ہوتی ہیں۔ اس بات پر فراڈ کے ساتھ اس کے دوسرے رفیق متفق نہیں۔ کیونکہ فراڈ نے صنفی زندگی پر بہت ہی زور دیا ہے۔

فراڈ نے مریض کے تجربات اور خیالات پر مزید روشنی ڈالنے سے معلوم کیا کہ مریض کے وہ واقعات جو شعور میں نہیں آتے یا کسی تکلیف یا ندامت کے سبب سے نہیں لائے جاتے اس کی ذاتی زندگی سے

تعلق رکھتے ہیں یا اس کی عشقیہ زندگی سے۔ خصوصاً وہ زندگی جس میں منفی پہلو خاص طور پر ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ معلوم ہوگا کہ ایسی خواہشیں اس کے حال کے واقعات سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن اگر اس تجربے کا یہ نظر فائز مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایسی خواہشیں آغاز سن بلوغ کی ہیں بلوغ اگرچہ جسمانی اور ذہنی تکمیل کا وقت گنا جاتا ہے لیکن بالعموم انسان کی منفی خواہشیں اس زمانے سے پہلے ہی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بالغ آدمیوں کے منفی میلانات یا تجربات ان کے بچپن کے تعلقات سے وابستہ ہوتے ہیں، اگرچہ ان کے منفی نہیں کہا جاتا، لیکن بچوں کی ایسی خواہشیں بھی اسی طرح کی ہیں جس طرح بالغ آدمیوں کی۔ یعنی سوسائٹی میں دونوں کی خواہشوں کو منفی ہونے کی وجہ سے ناپسند کیا جاتا ہے۔ بالغ آدمیوں کی طرح بچوں کی زندگی بھی منفی ہوتی ہے جس کا آغاز بچوں کی پیدائش ہے۔ اگرچہ

یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے لیکن طفلانہ قصد اپنے احوار سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جسم کے حساس حصوں کی بہ دولت ان کے احساس کی وجہ سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے مختلف درجے ہیں۔ پہلے درجے میں دودھ پیتے بچے اپنی مختلف حرکات سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ عموماً یہ حرکات ان کی اماں کی چھاتی سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جب بچہ روتا ہے تو اس کی ماں اپنی چھاتی اس کے منہ کے قریب لے جاتی ہے تو بچہ چسب ہو جاتا ہے، کیونکہ اس طریقے سے بچے کی صنفی خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شروع شروع میں بچے کی صنفی خواہش اس کی خوراک کی خواہش کے ساتھ ملحق ہوتی ہے، لیکن بچے کی ماں یا دایہ اس سے بہ خوبی واقف ہے کہ بچہ بار بار حلیمے کو منہ میں رکھ کر چوستا ہے۔ ایسا فعل دہرانے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اکثر اوقات بچہ محض لذت کے لیے ہی حلیمے کو منہ میں رکھتا ہے۔

بچوں میں اس صنفی خواہش کا انکشاف سب سے پہلے ڈاکٹر لینڈنر نے کیا۔ اس نے صنفی پہلو کو اس بات سے بھی واضح کیا ہے کہ بچے کی ماں کو دودھ چھڑانے میں اکثر دقت کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔ یہ لذت جو بچے نے سب سے پہلے اپنی خوراک حاصل کرتے ہوئے حاصل کی تھی جلد ہی غلوغده حیثیت رکھنے لگ جاتی ہے۔ جب بچہ اس سے ذرا بڑا ہوتا ہے تو ماں کی چھاتی کی بجائے اپنے ہاتھ کا انگوٹھا یا ربڑ کی بھٹی چوس چوس کر اپنی خواہش پوری کرتا ہے۔ چوسنے میں اس کا مقصد محض صنفی خواہش ہوتا ہے۔ اس فعل سے بچے کو اکثر ناخن چبانے یا ایسی ہی کوئی اور حرکت کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس درجے میں جو تقریباً تین سال تک رہتا ہے یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ بچے کی تمام صنفی خواہشیں منہ کے ذریعے سے ہی پوری ہوتی ہیں۔ بالغ ہونے پر یہی خواہش جو زندگی میں سب سے پہلے ظاہر ہوئی تھی، بوسے کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ حقیقت میں بوسہ

دینے اور چوسنے میں کوئی اتنا فرق نہیں۔ دونوں صورتوں میں صنفی خواہش منہ سے ہی پوری ہوتی ہے۔ تین سال کے بعد بچے میں شہوت کے آثار بھی نمایاں ہو جاتے ہیں۔ وہ انگوٹھے کی بجائے اپنے عضو مخصوص سے لذت حاصل کرتا ہے۔ اکثر دفعہ بعد میں جا کر یہ لذت مشت زنی (جلق) یا ایسی ہی کسی اور عادت پر منتج ہوتی ہے۔ یہ صنفی زندگی کا دوسرا درجہ ہے لڑکیاں اس درجے میں اپنے مخصوص اعضا کی رگڑ سے لذت حاصل کرتی ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں کھینچنے وقت ایک دوسرے کے مخصوص اعضا دیکھنے یا اور مختلف حرکات سے سرور حاصل کرتے ہیں، اور اکثر ایک دوسرے کے اعضا کے متعلق گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ بچے کی خواہش تموماً پیشاب کرتے ہوئے یا کسی دوسرے کو ایسا فعل کرتے ہوئے دیکھنے سے شہوت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور یہی خواہش بعد میں جا کر اغلام کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں درجہ ذرا زیادہ پیچیدہ ہے۔ کیونکہ اس صورت میں

ان کا جذبہ اپنی انتہائی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ کوئی اپنی صنفی خواہش جلق کی عادت سے پوری کر لیتا ہے اور کوئی اغلام کے ذریعے سے۔ اس درجے میں بعد میں جا کر کسی دوسری مخالف جنس کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ محبت وغیرہ کے ابتدائی منازل طے کرنے کے بعد دونوں شروع شروع میں پوشیدہ طور پر آپس میں ملتے ہیں (بعض اوقات تنہائی کی ملاقاتیں زنا کی صورت بھی اختیار کر لیتی ہیں) اور اکثر بلوغ کے وقت یہ تعلقات ازدواجی بھی ہو جاتے ہیں، یا شادی اور جگہ ہو جانے کے بعد ایسے تعلقات میں بہت کچھ فرق آجاتا ہے اور اکثر قبیح عادتیں بھی چھوٹ جاتی ہیں۔ بلکہ ہمارے ملک ہندوستان میں تو آوارگی کا بہترین علاج شادی ہے۔ یہ ازدواجی تعلقات فی الحقیقت صنفی زندگی کے چرچھے درجے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ درجہ زیادہ پیچیدہ اور اہم ہوتا ہے، (کیونکہ انسان زیادہ سنجیدہ ہو کر اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنے لگ جاتا ہے) نتیجہ یہ کہ

بچوں کی تمام حرکات و سکنات میں، خواہ وہ کسی عمر میں سرزد ہوں صنفی پہلو ضرور ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں نفسیات کی رو سے یہ صنفی جبلت پیدائشی ہوتی ہے اور پیدائش کے فوراً بعد ہی بچے اس کو استعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔

۲۔ فراڈ کے لیے تحلیل نفسی میں سب سے اہم چیز امتناع اور طفلی صنفیت ہے۔ اگر ہم ان دو مختلف نظریوں کو ملا دیں تو ہمیں ڈاکٹر فراڈ کی نفسیات سمجھنے میں کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔

۱۔ مسٹر سوسن اسحاق نے حال ہی میں "بچوں میں معاشرتی نشوونما" (Social Development in Young Children) کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں اس نے ایسے تعلقات اور بچوں کی تناسلی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مفصل بحث کی ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد بھی اس موضوع پر بے نظیر کتاب ہے۔

یعنی "ممتنع طفلی صنفیت" (Repressed Infantile sexualities) یہ تین لفظ ایسے ہیں جو تحلیل نفسی میں نہایت ہی ضروری حصہ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ فراڈ کے تحلیل نفسی کی بنیاد ہی انہیں الفاظ پر ہے۔ ہم یہ سمجھنے دیکھنے چکے ہیں کہ مریض کے ایسے واقعات جو شعور میں نہیں آسکتے یا بڑی دقت سے لائے جاتے ہیں اس کی صنفی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اور صنفی ہونے کے سبب سے ہی ممتنع ہو جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اس کے ایسے واقعات حال کی زندگی سے ہی تعلق رکھیں۔ بلکہ ایسے واقعات زیادہ تر سن بلوغ سے بھی پہلے کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد ہی اس کی صنفی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ہم عصبی مریضوں کے فراموش شدہ واقعات کا علم حاصل کرنا چاہیں تو ہماری تحلیل کا دار و مدار "ممتنع طفلی صنفیت" پر ہوگا۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صنفیت کی مخالف طاقت کیا ہو سکتی ہے؟

یعنی اس طاقت کی اصلیت اور حقیقت کیا ہے جس سے ان فراموش شدہ واقعات (طفلی صنفیت) کا مقابلہ ہوا اور جس کی وجہ سے ایسے واقعات ممنوع ہوئے؟ فرآڈ نے شروع شروع میں گو مزاحمت، امتناع اور مقابلہ وغیرہ پر کافی روشنی ڈالی لیکن اس نے ان کی ضد کے متعلق کچھ اتنی توجہ نہ کی۔ کبھی کبھی وہ ذہن کی اس طاقت کو "ہستی کو" "انا" (Ego) یا "انائی قصد" سے موسوم کرتا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کر دیتا کہ وہ ان کی حقیقت کے متعلق بہت ہی کم جانتا ہے۔ ان کے متعلق اتنا ہی علم کافی خیال کیا گیا کہ انائی قصد سے صنفی قصد کا مقابلہ ہوتا ہے۔ مدت تک اس کے متعلق کچھ تحقیقات نہ ہو سکی اور نہ ہی اس تحقیقات کو ضروری خیال کیا گیا، صرف چند ہی سال ہوئے ہیں کہ ماہرین تحلیل نفسی نے اپنی توجہ انائی قصد کی تحلیل کی طرف مبذول کی ہے۔ فرآڈ نے "انا" پر مزید روشنی ڈالی تو معلوم ہوا کہ "انا" اور صنفی قصد یا شہوت (Lust) میں

کوئی اتنا فرق نہیں۔ ایسے انسان موجود ہیں جو اپنے آپ پر عاشق ہیں۔ یعنی ان کا محبوب ان کا "انا" ہے۔ اس قسم کی صنفی زندگی کا نام قصص الاوثان کے ایک بطل "نرگس" (Narcissus) پر جو ندی میں اپنا عکس دیکھ کر اس پر عاشق ہو گیا تھا "نرگسیت" (Narcissism) رکھا گیا۔ یہ نرگسیت چھوٹے بچوں میں بھی موجود ہوتی ہے جس کا ظہور اس زمانے میں ہوتا ہے، جب وہ دوسرے آدمیوں میں سے اپنا محبوب چننے کے ناقابل ہوتے ہیں۔ یعنی جب چھوٹے بچے کسی اور کو محبوب نہیں بنا سکتے تو یہ جذبہ اپنے آپ پر ہی منتقل کر لیتے ہیں۔ اگر "انا" اس طریقے سے محبت کا مرکز ہو سکتا ہے تو یہ کسی نہ کسی صورت میں شہوت کے دائرے سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ جبلت جو شخصی حفاظت کے نام سے موسوم کی جاتی ہے اور جو پہلے شہوت کی ضد خیال کی گئی تھی اسی کی شریک کار معلوم ہوتی ہے۔ "انا" کا اور قصد بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کو شہوت کی ضد

نہیں خیال کیا جاسکتا۔ منفی جبلت میں جب جبلت حفاظت ذات شامل کی گئی، تو اس کا نام فراڈ نے "ایراس" (Ego) یا "جبلت حیات" رکھا۔ اس جبلت کے خلاف جو طاقت خاموشی سے کام کر رہی ہے وہ "جبلت موت" ہے، اور موت اس جبلت کا نصب العین ہے۔

ذہن میں ان دو مخالف طاقتوں کے مقابلے سے امتناع واقع ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ "انا" کے ایک خاص حصے کے ذمے ہے جو "اعلیٰ انا" (Super-Ego) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ درحقیقت امتناع کا باعث انا کا یہی حکمران حصہ ہے لیکن عملی کام کے لیے تحلیل نفسی میں ان مخالف امتناع والی طاقتوں کو محض "انا" کا نام ہی دیا جاتا ہے، اور اس کو ان تمام طاقتوں پر مشتمل خیال کیا جاتا ہے جو منفی جبلت کا مقابلہ کریں۔ یعنی خواہشیں ممتنع اس وقت ہوتی ہیں جب انائی قصد یا انائی خواہشوں کے ساتھ ان کا مقابلہ ہو لیکن انائی خواہشوں میں

جہلت، حفاظت ذات شامل نہ ہو۔ تہذیب اور تعلیم کا اثر وغیرہ بھی صنفی جہلت کی ضد والی طاقتوں میں شامل کیا جاتا ہے یا دوسرے الفاظ میں ان کو بھی انائی خواہش ہی خیال کیا جاتا ہے۔

۳۔ - عصبی مریضوں کو واقعات کیوں فراموش ہو جاتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دینے کے ہم اب قابل ہو گئے ہیں۔ چند اقسام کی صنفی خواہشات اور ان کے شریک کار خیالات کا "انائی خواہشات" کے ساتھ مقابلہ ہوتا ہے تو اس مقابلے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسی خواہشات اور خیالات جن کو "انا" (اعلیٰ انا) ناپسند کرتا ہے، ممتنع ہو جاتی ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امتناع کا یہ فعل کس چیز پر منحصر ہوتا ہے؟ اور ممتنع خیالات پر کیا گذرتی ہے؟ یہ تو ظاہر ہے کہ ایسے خیالات بالکل ہی ضایع نہیں ہو جاتے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو

یہ مریض کو نہ تو کچھ تکلیف ہی دیتے اور نہ ہی مخصوص علامات پیدا کر سکتے۔ عصبی مریضوں کے متعلق ہم جو کچھ جانتے ہیں، اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ ممتنع خیالات کا تعلق ایسے مریضوں کے اسباب کے ساتھ نہایت ہی گہرا ہے۔ علاوہ ازیں فراموش شدہ واقعات کا اکثر اوقات دوبارہ ذہن میں آجانے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایسے خیالات بالکل ہی ضایع نہیں ہو گئے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بچپن کے فراموش شدہ واقعات ایک مدت کے بعد اچانک یاد آجاتے ہیں۔ اعتراف کیا جاسکتا ہے کہ ایسے واقعات اب تک کہاں رہے ہیں؟ کیا یہ ذہن سے باہر رہے ہیں؟ اور کیا یہ ذہن میں تھے، لیکن شعور میں آنے کے ناقابل تھے کیونکہ ان میں وہ صفت جو انہیں شعور میں واپس لاتی ہے مفقود تھی؟

ایسے سوالات ہر اس خیال کے متعلق جو فراموش ہو چکا ہو خواہ وہ ممتنع نہ بھی ہو پیدا ہو سکتے ہیں۔ اکثر کا یقین یہ ہے کہ ہر ذہنی حادثہ

اپنے نشانات پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ اور جب اسے مناسب داعی ملتا ہے تو یہ ذہنی حادثہ پھر تازہ ہو جاتا ہے۔ ایسے نشانات طبیعی یا ذہنی ہوتے ہیں۔ فرارڈ نے "تہمدی لکچروں" میں اس سقم کو اچھی طرح واضح کیا ہے۔ ہر ایک واحد قضیہ سب سے پہلے بے شعور طبیعی طریقوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس طریقے سے وہ چند خاص شرائط کے پورا ہو جانے کے بعد شعور میں داخل ہو سکتا ہے۔

وہ تجربہ جو شعور سے نکل چکا ہے اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک ذہنی نشان کی صورت میں ابھی ذہن میں موجود ہے کیوں کہ وہ تجربہ اس وقت شعور میں موجود نہ ہونے کے باعث بھی ذہن میں موجود ہے لیکن چونکہ وہ شعور میں نہیں ہے اس لیے وہ خاص شرائط پوری نہ ہو جانے تک بے شعوری میں موجود رہتا ہے۔ ہم روزمرہ کے واقعات سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ہمارے ایسے تجربات اور حوادث

جو فراموش ہو چکے ہیں دو قسم کے ہیں۔ ایسے حوادث جن کو ہم بالکل معمولی کوشش سے شعور میں واپس لا سکتے ہیں، اور دوسرے ایسے حوادث جن کو شعور میں واپس لانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ یعنی جو ماہر تحلیل نفس کی مدد کے بغیر شعور میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس قسم میں اختناق الرحم کی مریضہ کے فراموش شدہ یا ممتنع واقعات شامل ہیں جن کو واپس لانا ماہرین تحلیل نفس کے لیے اہم کام ہے۔ ان دو قسم کے حوادث میں فرق کرنا ہمارا فرض ہے۔ ایسے فراموش شدہ واقعات اور حوادث جو بہت جلد یاد کئے جا سکتے ہیں فراڈ ان کو قبل شعوری (Pre-conscious) کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ ان واقعات کو جو شعور میں واپس آنے کے ناقابل ہیں، یا بڑی مشکل سے واپس لائے جاتے ہیں، بے شعوری (Un-conscious) کے نام سے تعبیر کرتا ہے۔ اس قسم میں وہ تمام حوادث داخل ہیں جو شعور میں صرف خاص خاص طریقوں سے ہی لائے جاتے ہیں۔ مثلاً تنویہی اور تحلیل نفس کے

طریقوں سے اس قسم کو ہم اس تمثیل سے بہت اچھی طرح واضح کر سکتے ہیں :

ایک ایسا کمرہ فرض کر لیجئے جس میں مٹھلتی ذہنی واقعات اور حوادث تلاطم برپا کرتے ہیں۔ اس کمرے کے دروازے پر دربان ان تمام واقعات کا امتحان کرتا ہے۔ بعض واقعات کو دوسرے کمرے میں جو شعور کی رہائش ہے داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے، لیکن بعض واقعات کو وہ اجازت نہیں دیتا کیوں کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ واقعات شعور میں آنے کے ناقابل ہیں۔ یہ واقعات ممتنع واقعات کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں، اور ان کو بے شعوری میں بھیج دیا جاتا ہے، جہاں ان کی ہستی شعور کے لیے تقریباً معدوم ہی ہوتی ہے۔ لیکن ایسے واقعات جن کو دربان سے داخل ہونے کی اجازت مل گئی تھی، ایک اور کمرے میں انتظار کرتے رہتے ہیں، اور باری باری سے "شعور" میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ یہ واقعات "قبل شعوری" کے نام سے یاد کئے

جاتے ہیں۔

ڈاکٹر سی۔ ڈی۔ براڈ نے حال ہی میں اپنی کتاب
 ذہن اور نظام کائنات میں اس کا مقام میں ایسی
 تفریق کی ہے۔ وہ قبل شعوری کو سہل المقابلہ (accessible) کا
 نام دیتا ہے اور بے شعوری یا دداشتوں کو
 غیر سہل المقابلہ (inaccessible) کا۔ ایسے واقعات
 جو بغیر وقت سے معمولی طریقوں سے ہی یاد کئے
 جاسکیں؛ پہلی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اگر وہی
 واقعات ممنوع ہونے کی وجہ سے یا کسی اور سبب
 شعور میں واپس آنے کے ناقابل ہوں اور صرف
 خاص خاص طریقوں سے ہی شعور میں داخل کئے جاسکیں تو
 یہ دوسری قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اختناق الرحم
 اور عصبی مریضوں کی یادداشت دوسرے گروہ سے

Introductory Lectures on
 Psycho Analysis.

تعلق رکھتی ہے، کیوں کہ تخیل نفس کے ماہرین کے لیے سب سے بڑی دقت انہیں ممتنع واقعات کو شعور میں لانا ہے۔

جب امتناع واقع ہوتا ہے تو چند واقعات جو کسی زمانے میں فی الحقیقت خوشگوار تھے المناک یا ناگوار بن جاتے ہیں۔ ایسے المناک واقعات کو شعور سے باہر دھکیل دیا جاتا ہے۔ کیوں کہ ان کی یادداشت تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے اور مریض کو ان کی یاد سے نادم ہونا پڑتا ہے۔ میں ایک عصبی مریض کو جانتا ہوں جو نوجوانی کے عالم میں اپنی بھانج کو دل دے چکا تھا۔ اس زمانے میں اس کے لیے یہ واقعہ نہایت ہی خوشگوار تھا لیکن عرصہ بعد چند وجوہ سے وہ ان نا جائز تعلقات سے باز آ گیا اور اس نے اس صنفی خواہش کو ممتنع کر دیا۔ اس واقعے کے تقریباً بیس سال بعد جب ممتنع خواہش شعور میں واپس لائی گئی تو اس نے نہایت ہی ندامت سے واقعہ دہرایا یہاں تک کہ ندامت کے آثار اس کے

چہرے پر بھی نمایاں تھے۔ ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ ایسی ممتنع خواہشیں کس طرح تکلیف دہ ثابت ہوتی ہیں۔

۳۔ اگرچہ یہ قانون ہے کہ ایسی خواہشیں جو ممتنع ہو گئی ہوں، بے شعور رہتی ہیں لیکن بعض اوقات غنہبی مریض کی خواہشیں امتناع کے بعد بے شعوری میں اتنی طاقت حاصل کر لیتی ہیں کہ وہ ہر لحظہ شعور میں آنے کی کوشش میں سرگرم رہتی ہیں۔ کیوں کہ ایسی خواہشیں امتناع سے پہلے ذہن میں اتنی تقویت حاصل کر چکی تھیں کہ امتناع کا مکمل طور پر کامیاب ہونا ناممکن تھا۔ ضرورتاً ایسی خواہشیں ممتنع تو ہو گئیں، لیکن بے شعوری میں ان کی طاقت پھر بھی باقی تھی۔ اور وہ محض موقع کی منتظر تھیں، اس قسم کی طاقتور خواہشیں امتناع کے بعد بھی شعور میں واپس آنے کی اتنی خواہش مند ہوتی ہیں کہ امتناع کی طاقتیں ایسی خواہشوں پر جو ممتنع ہو چکی ہوتی ہیں پورا پورا تسلط نہیں رکھ سکتیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخر کار شعور میں انہیں داخل ہونے کی اجازت

مل جاتی ہے اور اس طرح سے وہ سرور حاصل کر لیتی ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ انہوں نے ایسی صورت اختیار کر لی ہو اور ان خواہشوں کی اصلیت بالکل ہی معدوم ہو گئی ہو اور ان کی حقیقت اور اس سرور کی اصلیت بالکل ہی پہچانی نہ جائے اور نہ ہی ان کی اصلیت کا کسی کو مغالطہ ہو۔ فراڈ کے نزدیک اختناق الرحم نلی مریضہ کی بیماریاں علامت اس کی اسی طرح کی دیرینہ خواہشیں ہوتی ہیں جو شعور میں داخل ہوتے وقت کوئی اور صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ یعنی علامات کی صورت۔ فراڈ کے ہم عصر ماہر چینی کے نزدیک یہ درست نہیں کیوں کہ فطرتاً کوئی مریضہ اختناق الرحم کی مخصوص علامات کی خواہش نہیں کر سکتی۔ فوری جذبے کے ماتحت اس کے نفس کا جسم پر اختیار نہیں رہتا۔ اس غیر فطری اصول کا نتیجہ ان مخصوص علامات میں ظاہر ہوتا ہے، لیکن فراڈ نے تجزیے سے یہ بات بہ خوبی واضح کی ہے کہ اختناق الرحم کی تمام علامات ممتنع خواہشات ہیں، لیکن ان

خوابوں کو حال میں تلاش کرنا فصول ہے۔ عصبی مریضوں کی ایسی خوابیں اکثر ان کے بچپن کے واقعات سے وابستہ ہوتی ہیں۔ تجربے سے اس کی صداقت کا یقین آجائے گا کہ علامات فی الواقع طاقتور خوابوں کے مخفی سرور ہیں: یعنی وہ سرور جو ان ممنوع خوابوں سے زمانہ ماضی میں حاصل ہوا تھا اور جو باوجود امتناع کے شعور میں داخل ہو گئی تھیں۔ مندرجہ ذیل واقعے سے یہ نظریہ اچھی طرح واضح ہو جائے گا:۔

”گذشتہ ماہ مجھے اختناق الرحم کی ایک نوجوان مریضہ کو جس کو میں بچپن سے جانتا تھا، دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ والدین نے اس کی شادی بچپن ہی میں خ سے کر دی تھی، لیکن یہ خاتون ایک اور شخص و ت کو دل سے چاہتی تھی، اور اپنے خاوند کے پاس جانے کو رضامند نہ تھی۔ تنویمی طریقے سے اس کی ممنوع

دیرینہ خواہش پر روشنی ڈالی گئی۔ نوجوان
 مریضہ نے میرے سامنے بڑی دقت سے
 اس بات کا اعتراف کیا کہ جس زمانے
 میں اسے وفات سے محبت تھی ایک دفعہ
 سچ بیمار ہوا تو اس کے دل میں اس کی
 موت کا خیال بجلی کی سرعت سے جاگزیں
 ہوا (کیوں کہ سچ کی بیماری کے باعث
 اسے وہاں پہنچا دیا گیا تھا اور ایک
 مدت تک یہ وفات کی ملاقات سے محروم
 رہی)۔ یہ خواہش اگرچہ بڑی طاقتور تھی
 لیکن پھر بھی وہ اس خیال سے کانپ
 اٹھتی۔ سچ کی صحت یابی پر جب وہ
 گاؤں میں واپس آئی تو اسے وفات کی
 بے وفائی کا علم ہوا جس نے اس عرصے
 میں کہیں شادی کر لی تھی۔ اس نے
 انتہائی مایوسی سے اس خواہش اور وفات کو
 بالکل فراموش کر دینے کا ہتھیہ کر لیا۔ ایک

مدت کے بعد سچ کی لگاتار کوششیں اس کا دل حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ اب دیکھئے، اس نے اس صنفی خواہش یعنی سچ کی موت کو ممتنع تو کر دیا اور قَت کی بے دنائی اور خاندان کی محبت کے باعث ضرورتاً امتناع ایک حد تک کامیاب بھی ہو گیا لیکن ممتنع صنفی خواہش جو قَت کے ساتھ وابستہ تھی، بے شعوری میں کافی طاقت حاصل کر چکی تھی۔ قَت کی محبت جس کو بالکل فراموش کرنا قریب قریب محال تھا، اس خواہش کو شعور میں دھکیلنے کی سعی بلیغ کرتی رہی لیکن مخالف طاقتوں کی وجہ سے شعور میں اس کا داخلہ ناممکن تھا، اس لیے اس طاقتور ممتنع خواہش نے سرور حاصل کرنے کے لیے اختناق الرحم کی علامات کی صورت اختیار کر لی۔ فراڈ کے نظریے کے مطابق یہ

علامات فی الواقع وہی ممتنع خواہش ہے،
جس نے ایک دقت شعور میں لذت حاصل
کی تھی لیکن جلد ہی شعور سے باہر نکال
دی گئی تھی۔“

عصبی مریضوں کی علامات کے متعلق سب سے
پہلے برائٹ نے انکشاف کیا تھا کہ یہ کچھ معنی رکھتی ہیں
لیکن ان کے معانی خواب کے معنوں کی طرح آسانی
سے سمجھ میں نہیں آسکتے۔ یعنیہ خواب کی طرح یہاں بھی
تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ دماغی تفسیلات
جن کی وجہ سے ایسی علامات ظہور میں آتی ہیں،
یا تو بالکل وہی تفسیلات ہوتے ہیں، جو خواب کا
اصلی باعث ہیں یا یہ بہت کچھ ان کے مشابہ
ہوتے ہیں۔

”اُتلاف اختیاری“ کے ذریعے سے کسی خواب کی
تعبیر کرنے سے معلوم ہوگا کہ خواب کا ایک واحد عنصر
بہت سے بے شعور خیالات کو پیدا کر سکتا ہے۔
خواب کی بناؤٹ کے وقت ایسے تمام بے شعور

خیالات یکجا ہو کر اس واحد عنصر میں سما جاتے ہیں اور تحلیل کے وقت ایسے تمام خیالات اس عنصر سے جدا ہو کر شعور میں بلا تکلف آجاتے ہیں۔ مثلاً وہی اختناق الرحم کی مریضہ جس کے متعلق اوپر بیان کیا جا چکا ہے، اپنے تئیں گاؤں کے باہر بے کسی کی حالت میں کھڑی دیکھتی ہے اور مجھے مدد کے لیے پکارتی ہے۔ اس خواب کی تحلیل کے بعد معلوم ہوا کہ اس کا واحد عنصر یعنی ”بے کسی کی حالت میں مجھے پکارنا“ بے شمار فراموش شدہ خیالات پر مبنی تھا جن میں سے اکثر خیالات بچپن کے واقعات سے وابستہ تھے۔ اسی طرح ایک بے شعور خواہش کئی بے شعور خواہشوں سے مل کر بنتی ہے اور یہ بے شعور خواہش اس اصول کے ماتحت کہ تمام ممتنع خواہشیں تبدیل ہو کر علامات کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں، کام کرتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں علامات ممتنع خواہش کو رمز کے طور پر ظاہر کرتی ہیں۔ علامات کے معنی ہمیشہ بے شعور ہوتے ہیں

اور محض اس لیے کہ اس کے معنی مخفی ہوتے ہیں علامات کے لیے یہ بات نہایت ہی آسان ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے تئیں ظاہر کریں۔ اگر وہ ذہنی تفسیر، جو علامات میں معانی مضمہ کرتا ہے بے شعور نہ ہوتا تو کوئی بھی علامت ظاہر نہ ہوتی۔ اگر ہم علامات کے مضمہ نشانوں کو شعور میں لانے میں کامیاب ہو جائیں، یا اس ذہنی تفسیر کو جس کے ذریعے سے علامات نے اپنے مخصوص نشان حاصل کیے شعور میں داخل کر لیں تو تمام علامات فی الفور کافور ہو جائیں گی۔ عصبی مریضوں کے علاج میں یہی نظریہ کام کرتا ہے۔ نشانوں کی بنا ڈٹ مختلف عصبی مرضوں میں مختلف ہوتی ہے، اور یہ ماہر کا کام ہے کہ نشانوں کی بنا ڈٹ سے مرض کی حقیقت معلوم کرے اور مخصوص طریقوں سے مریض کا علاج کر کے نشان (علامتیں) دور کرے۔

دوسرا باب

تعبیر خواب

جو زف برائے نے ۱۸۸۰-۶۸۲ میں اس بات کا انکشاف کیا کہ عصبی مریضوں کی علامات کچھ معنی رکھتی ہیں۔ اسی انکشاف پر تحلیل نفس کے طریقہ علاج کی بنیاد رکھی گئی۔ مریضوں سے جب واقعات سنانے کے لیے کہا گیا تو واقعات کے دوران میں انہوں نے اپنے خوابوں کا بھی ذکر کیا۔ شروع شروع میں تحلیل نفس کے

ماہرین نے اس موضوع پر کچھ بھی روشنی نہ ڈالی، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ مریض کے بے شعور واقعات معلوم کرنے کے لیے اس کے خواب کچھ موزوں ثابت نہیں ہوتے، لیکن بعد میں جب پروفیسر سگنڈ فراڈ نے مریضوں کے بے شعور خیالات کا مطالعہ کرنے کی ضرورت محسوس کی تو اسے معلوم ہوا کہ مریضوں کے خواب اس کام کے لیے نہایت ہی موزوں ہیں تاریخ تخلیل نفس میں فراڈ پہلا شخص ہے جس نے تعبیر خواب کے متعلق نظریہ قائم کیا، اور خوابوں کے ذریعے سے عصبی امراض کا طریقہ علاج دریافت کیا۔ ۱۹۰۰ء میں اس نے خوابوں کے تمام نظریے اپنی پہلی مشہور و معروف کتاب ”تعبیر خواب“ میں شائع کیے۔ اس کی یہ پہلی تصنیف ہے جس نے تخلیل نفس اور نفسیات میں رشتہ قائم کیا۔ ۱۹۰۰ء تک کسی سائنس دان نے بھی اس موضوع پر اتنی توجہ نہ کی تھی کہ اس طریقے سے عصبی مریضوں کا علاج ممکن تھا۔ تب سے قلہا خواب کے متعلق بہت کچھ

انکشاف کر چکے تھے۔ بعض علما کا تعبیر خواب کے متعلق یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ تعبیر خواب کچھ حقیقت نہیں رکھتی، کیوں کہ خواب ہمیشہ بد خوابی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ لیکن فراڈ نے اب یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ خواب سے معافی اخذ کرنے ممکن ہی نہیں، بلکہ نفسیات میں یہ نہایت ہی ضروری حصہ لیتے ہیں اور عصبی امراض کے علاج کے لیے بہت ہی کارآمد ہیں۔

خواب کا انسانی زندگی سے نہایت ہی گہرا تعلق ہے۔ بچپن سے لے کر عمر کے آخری لمحات تک ہر ایک انسان کو خواب سے تعلق پڑتا رہتا ہے۔ ہمیں یہ بہ خوبی معلوم ہے کہ خواب ہمیں اس دنیا سے کسی اور دنیا میں لے جاتا ہے جو بعض اوقات نہایت ہی شاداب اور دل فریب ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ہوش میں آنے پر ہماری یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک دفعہ پھر اس دل فریب منظر کو جی بھر کر دیکھیں اور حلا اٹھائیں۔ ہم اس سے بھی واقف ہیں کہ بعض دفعہ بہت بُرا خواب دیکھنے سے اس کا اثر

کئی کئی روز تک باقی رہتا ہے، اور اس دہشت ناک خواب کو یاد کرتے ہی ہم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، یعنی ایسے خواب بے شعور سی میں کافی طاقت حاصل کر لینے کے سبب ہمیں اکثر بے چین رکھتے ہیں۔ انہیں اقسام کے خوابوں کی بنا پر لوگوں کا زمانہ قدیم میں خواب کے متعلق یہ اعتقاد تھا کہ خواب کا باعث وہ فوق الفطرت اشیا ہیں جن پر ان کا ایمان ہے۔ اسی لیے خوابوں کو وہ ہمیشہ مستقبل سے وابستہ کرتے تھے۔ بعض عقیدت مند خواب کو دو قسموں میں منقسم کرتے تھے۔ یعنی وہ خواب جس کا باعث کوئی شیطان یا طاقت ہو، اور ایسا خواب جس کا تعلق دیوتاؤں سے ہو۔ اس دوسری قسم کو وہ الہام کے ہم معنی قرار دیتے تھے۔ الہامی خواب کی غالباً پہلی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کی ہے، جنھوں نے خواب میں سورج، چاند اور ستارے سجدہ کر رہے ہوئے دیکھے۔ قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے ”اذ قال یوسف لابیہ یا ابی ائحد عشر کواکبا والشمس والنجم“

لی ساجدین۔ حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے شخص میں جنہوں نے اس خواب کی تعبیر کی۔ ان سے پہلے کسی معتبر ذریعے سے کوئی آدمی ایسا ثابت نہیں جس نے خواب کی صحیح صحیح تعبیر کی ہو۔ زمانہ قدیم کے اکثر علما خواب کے وجود کے متعلق غور کرتے رہے، لیکن یہ انکشاف بقراط (۴۶۰ ق م) نے کیا، جس کو ابو الطب کہا جاتا ہے، کہ چند ایک امراض کا خوابوں کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ بقراط کے بعد ارسطو (۳۸۴ تا ۳۲۲ ق م) نے اپنی بعض تصنیفوں میں خواب کا ذکر کیا ہے اور قدما کے خیالات کی تردید کی ہے۔ اس نے ان کے نظریے کے خلاف شد و مد سے دلائل پیش کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ خواب دیوتاؤں سے نازل نہیں ہوتے، ان کا تعلق انسانی قوانین سے ہے نہ کہ فوق القدرت قوانین سے۔ خواب، خوابیدہ انسان کے نفسیاتی فعل کا نام ہے۔ ارسطو کے نزدیک بھی طیب کو مریض کے خواب سے آگاہ ہونا لازمی ہے، کیوں کہ مرض کی علامات کو خواب قبل از وقت ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے نزدیک

قابل طبیب کو مریض کے خواب پر غور کرنا ضروری ہی نہیں، بلکہ ان خوابوں سے اصل مراد لینی بھی لازمی ہے۔ جس طرح پانی میں چیزوں کی شکل قدرے مختلف نظر آتی ہے، اسی طرح خواب بھی روزمرہ کے واقعات سے مختلف ہوتا ہے۔ خواب کی حقیقت کو آشکارا کرنا کسی ماہر کا کام ہے۔ گریپ خواب کو دو قسم میں منقسم کرتا ہے :-

۱۔ اس کا تعلق زمانہ حال یا ماضی کے واقعات سے ہوتا ہے، مستقبل سے اس کا کچھ واسطہ نہیں ہوتا۔ زندگی کا ایسا واقعہ جو خواب میں بعینہ نظر آتا ہے، یا اس واقعے کی ضد۔ یہ سب اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ اس قسم کا تعلق مستقبل کے واقعات سے ہوتا ہے۔ اس کو پھر تین قسموں میں منقسم کیا گیا ہے :-

الف (Oraclum) الہام۔
ب۔ (Visio) مستقبل کے

واقعے سے معمولی طور پر مطلع کرنا۔

ج۔ - (Somnia) جس میں تعبیر کی

ضرورت پڑتی ہے۔

ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ خواب مستقبل کے کسی واقعے کو بالکل ظاہر نہیں کر سکتا۔ فرعون مصر کا وہ خواب جس کی تعبیر حضرت یوسفؑ نے کی اسی قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ گو اسے الہام قوار دینا فاش غلطی ہے لیکن ایسے خواب ہم سناؤ و نا دہی دیکھتے ہیں۔ نیر تحلیل نفس میں ایسے خواب کچھ حقیقت نہیں رکھتے اس کام کے لیے صرف وہی خواب ہی موزوں ہو سکتے ہیں جو گریپ کی تقسیم کی پہلی قسم سے تعلق رکھیں۔

خواب کی ماہیت اور حقیقت کے متعلق علماء کے مختلف خیال ہیں۔ اکثر تو اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خواب چونکہ بد خوابی کا نتیجہ ہوتا ہے اس لیے خواب پر ہم مزید روشنی نہیں ڈال سکتے۔ ہندوستان کے قدیم علماء کے نزدیک مستقبل واقعہ خواب میں کسی اور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے؛ اسی لیے انہیں تعبیر ناموں کی

تالیف کی ضرورت پڑی۔ چنانچہ اس وقت بازار میں کئی قسم کے تعبیر نامے آسانی سے دست یاب ہو سکتے ہیں۔ ان تعبیر ناموں میں چند مخصوص نشانات یا واقعات مستقبل کے چند مخصوص واقعات کو ظاہر کرتے ہیں، مثلاً:-

خواب

تعبیر

مرتبہ بلند ہو ، اور	آسمان پر پہنچنا۔
فرحت کا سامان حاصل ہو۔	آندھی آنا۔
بلانا زل ہو، رنج پہنچے۔	اپنے تئیں اندھا
منفعت سے محروم رہے۔	دیکھنا۔
مال حرام ہاتھ آئے۔	انسان کا گوشت
	کھانا۔
قرض ادا ہو جائے۔	سر کے بال کٹے
	ہوئے دیکھنا۔
برکت کی علامت ہے۔	بارش۔
تنگی و محظوب کی علامت ہے۔	لاغر بیل۔
بلندی و مرتبے کی دلیل ہے۔	بہار پر چڑھنا۔

مندرجہ بالا خوابوں اور ان کی تعبیر پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور اسی تعلق کی بنا پر علامات مقرر کی گئی ہیں۔ بزرگ بچوں کو دعا دیتے وقت اکثر کہتے ہیں :-

”تمہارے اقبال کا ستارہ بلند ہو یعنی اقبال اور ستارے کو مختص کیا گیا ہے۔“ آندھی کو ہم بلا کے معنوں میں استعمال کرتے ہی آئے ہیں۔ آندھا دیکھنا اور منفعت سے محروم رہنے کا تعلق بھی واضح ہے۔ انسان کا گوشت چونکہ حرام ہوتا ہے، یا انسانی گوشت کھانا چونکہ درندوں کا کام ہے اس لیے اس کی تعبیر مال حرام ہے کی گئی۔ جب کسی مقروض کا قرض ادا ہو جائے تو وہ اکثر کہا کرتا ہے الحمد للہ۔ میرے سر سے بوجھ اتر گیا۔ اس بوجھ اترنے کو سر کے بال کٹنے سے ظاہر کیا ہے۔ ”بارش“ کا تو نام ہی رحمت خدا ہے۔ اسی طرح ”پہاڑ پر چڑھنا“ بھی ترقی کی علامت ہے، کیوں کہ ترقی اور بلندی ہم معنی قرار دیے جاتے ہیں اور بلندی کو پہاڑ بہت اچھی طرح واضح

کرتا ہے۔ "لاغر بیل" کا اشارہ فرعون کے مشہور خواب سے ہے جس کا ذکر قرآن کریم اور انجیل مقدس میں بھی آیا ہے۔ اسی طرح ان تعبیر ناموں کے تمام خوابوں اور ان کی تعبیر کا تعلق ذرا بھی کوشش سے بہ خوبی واضح ہو سکتا ہے۔ ان تمام علامات کا مستقبل کے واقعات سے جو تعلق ہوتا ہے ظاہر ہے۔

اسی تعلق کی بنا پر علمائے خواب کی تعبیر اسی طریقے سے کی۔ بہترین ماہر وہی ہو سکتا ہے جو ان تعلقات کو بہت جلد سمجھ لے۔ مثلاً ایک آدمی خواب میں شیر کو مطیع دیکھتا ہے تو ماہر فوراً ہی اس کی تعبیر کرے گا کہ یہ شہ زوری کی علامت ہے، کیوں کہ شیر اور بہادری کا تعلق سب جانتے ہیں۔ اس نظریے کو درست تسلیم کرنے میں مشکل یہ باقی رہ جاتی ہے کہ ہمارے خواب اکثر اتنے طویل اور پیچیدہ ہوتے ہیں کہ ہم اس تعبیر نامے کی مدد سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ اکثر اوقات تو علامات ہی مفقود ہوتی ہیں۔ یعنی ہم اس طریقے سے صرف ایک مختصر تعداد کی تعبیر کرنے پر

قادر ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی ہم سے یہ کہے کہ وہ خواب میں پہاڑ پر چڑھ رہا تھا تو اس کی تعبیر تو ہم کر سکیں گے لیکن اگر وہ اپنا خواب یوں بیان کرے:—

”کہ وہ دو آدمیوں کے ہمراہ پہاڑ پر چڑھ رہا ہے۔ پہاڑ پر چڑھنے کے مختلف راستے ہیں۔ وہ ایک راستے پر ہو جاتے ہیں۔ پھریوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک آدمی زان کا منظر ہے۔ اس کے نزدیک پہنچنے پر اس کا ایک رفیق اس کو تم کے نام سے مخاطب کرتا ہے۔ اور وہ آپس میں علمی بحث شروع کر دیتے ہیں۔ زان ایک مشہور مصنف ہے اور اس کا رفیق اس کی تصنیفات کے متعلق ذکر کرتا ہے، لیکن وہ حیران ہے کہ اس کا نام تم کیوں کر ہو گیا ہے۔“

اب بتائیے اس کی تعبیر ہم تعبیر نامے کی مدد سے

کس طرح کر سکتے ہیں ؟ پہاڑ کی علامت تو یقیناً موجود ہے ، لیکن ظاہر ہے کہ اس کی تعبیر وہ نہیں ہو سکتی اس کے متعلق ایک اور بات قابل ذکر یہ ہے کہ اس کے مولف یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں فلاں تاریخ کے خواب سچے ہوتے ہیں ، اور فلاں فلاں تاریخ کے خواب سچے نہیں ہوتے۔ نتیجہ ایسے تعبیر نامے تمام حالتوں میں قابل اعتبار نہیں ہو سکتے۔

طبقہ عوام میں ایک اور نظریہ بھی ہے جس کی رد سے خواب ایسے مستقبل واقعے کو ظاہر کرتا ہے جو اس کی ضد ہے۔ یعنی اگر خواب میں بارات نظر آئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ خواب دیکھنے والے کو عنقریب کسی عزیز کی موت کی اطلاع موصول ہوگی۔ اس کے برعکس اگر وہ کسی کو مرا ہوا دیکھے تو وہ حقیقت میں خوش و خرم ہوگا۔ اس نظریے کی مدد سے صرف چند ہی خواب سمجھ میں آ سکتے ہیں اور تمام پیچیدہ خواب اس نظریے کی رد سے بالکل مہمل ہیں۔ علمی نقطہ نگاہ سے اس نظریے کی تشریح نہیں کی جا سکتی

ان دنوں جو نظریہ تمام علما کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور جس کی جانچ کرنے میں تمام ماہرین نفسیات مشغول ہیں، پر دھیسر سگمنڈ قراڈ کا ہے۔ قراڈ نے خواب پر اپنی توجہ کیوں مبذول کی؟ اس کی وجہ ہم اوپر درج کر چکے ہیں، اس نظریے کی رد سے ہمارے تمام خواب زمانہ ماضی کے واقعات سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیز یہ ہماری (ممتنع) خواہشوں کی تکمیل گاہ ہیں۔ یعنی ہماری ایسی خواہشیں جو دن کو پوری نہیں ہو سکتیں، خواب میں پوری ہو کر سُردر حاصل کر لیتی ہیں۔ اس کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے چونکہ نفسیات احلام کا بنیادی اصول ہی یہی ہے۔ اب ہم اس نظریے کو ذرا تفصیلاً سے واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تحلیل نفس کے طریقہ علاج میں یہی نظریہ کام کر سکتا ہے۔ نیز یہی ایک نظریہ ایسا ہے جس کی مدد سے ہم ہر قسم کے خوابوں کی تحلیل کر سکتے ہیں، اور نفسیات کے ذریعے سے جس کی تشریح ممکن ہے۔

خواب کی ماہیت :

فراڈ سے قبل بھی چند علما کا یقین تھا کہ خواب ہمارے یومیہ تجربات کا نتیجہ ہیں، چنانچہ وہ کہا کرتے کہ :-

ہم اس چیز کا خواب دیکھتے ہیں جس کو ہم نے دن کے وقت دیکھا، کہا، چاہا یا کیا۔

یعنی خواب کا روزمرہ کے واقعات سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ تعلق مثالوں سے بہ خوبی واضح ہو سکتا ہے۔ امتحان کے دنوں میں طالب علم کی توجہ کا واحد مرکز امتحان ہی ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ خواب میں بھی امتحان کی کیفیت ہی دیکھتا ہے۔ اگر ہمیں کسی مشہور مقرر کی تقریر سننے کا اتفاق ہو، یا پہلی مرتبہ تعییر دیکھنے کا موقع ملے تو خواب میں بھی ہم وہی تقریر سنیں گے یا وہی منظر دیکھیں گے۔ ایسی ہی سینکڑوں مثالوں سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ

خیالات خواب کا منبع ہمارے گذشتہ تجربات میں۔ یہ ایک ایسا عام اصول ہے کہ اس کے سمجھنے میں کوئی بھی دقت پیش نہیں آتی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم خواب کے بھیج کے متعلق کیا جانتے ہیں؟ خواب کی محرک طاقت بعض اوقات تو کوئی خارجی طاقت ہوتی ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر سوتے شخص کی آنکھوں پر تیر روشنی ڈالی جائے تو وہ ایک خاص قسم کا خواب دیکھے گا۔ اگر کوئی تیر بولودار چیز اس کی ناک کے قریب لائی جائے گی تو اس صورت میں خواب مختلف ہوگا۔ اسی طرح شور و غل کرنے سے یا منہ پر پانی کے چھینٹے ڈالنے سے جو خواب آئیں گے وہ پہلی حالتوں سے یقیناً مختلف ہوں گے۔ چند یوم کا واقعہ ہے کہ میں سو رہا تھا کہ کسی نے شرارت کے طور پر تمباکو کی نسوار میرے ناک کے قریب کی۔ بیدار ہونے پر

مجھے یہ خواب بہ خوبی یاد تھا۔

”میں ایک کوئیں کے نزدیک سے گزر رہا ہوں۔ میری نگاہ ایک مختصر سے گروہ پر پڑتی ہے۔ چار پانی پر ایک مغز شخص بیٹھا ہوا ہے۔ قریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہ مسٹر اسکاٹ (سیالکوٹ) ہیں، اور میرے ہی منتظر ہیں۔ سہمی گفتگو کے بعد مجھ سے کہتے ہیں کہ دو روپے کا اعلیٰ قسم کا تمباکو چاہیے! چنانچہ میں لوگوں سے مختلف قسم کا تمباکو منگو کر دکھاتا ہوں، اور اس کے نرخ سے مطلع کرتا ہوں۔“

ایسے خواب آپ نے بھی اکثر دیکھے ہوں گے۔ بجلی کی گرج ہمیں کھسمان لڑائی میں لے جاتی ہے، اگر سوتے وقت ہمارے بدن سے کبل گر پڑے تو خواب میں اپنے تئیں ننکا یا پانی میں چھلانگ مارتے ہوئے دیکھیں گے۔ اگر کسی طرح سوتے وقت ہمارا سر تکیے کے نیچے آجائے تو ہمیں ایسا معلوم ہوگا کہ

کسی بوجھ کے نیچے دبے جا رہے ہیں۔
 مآرے نے اپنے آپ پر چند دل چسپ تجربے
 کیے ہیں۔ جب سوتے میں اس کے منہ کے قریب
 گرم لوہا لایا گیا تو اس نے خواب میں دیکھا۔
 کہ اس کے مکان کے اندر ڈاکو گھس کر
 مکان والوں کو نقدی پیر دیکر دینے پر
 مجبور کر رہے ہیں، اور طرح طرح کی اذیت
 پہنچا رہے ہیں۔“

جب پانی کا ایک قطرہ اس کی پیشانی پر ٹپکا یا گیا تو
 اس نے اپنے تئیں آنکلی میں سمٹ پھینے کی حالت
 میں شراب پیتے ہوئے دیکھا۔

بلڈ برائنٹ کا یہ خواب بہت ہی مشہور ہے۔
 ”میں موسم بہار کی ایک صبح کو سیر
 کر رہا ہوں۔ میں کھیتوں سے ہو کر قریب کے
 ایک گھاؤں کی طرف بڑھتا ہوں۔ وہاں
 کے رہنے والے اپنے بہترین کپڑوں
 میں ملبوس اور ہاتھ میں کتاب مقدس لیے

گر جا کی طرف جا رہے ہیں۔ مجھے یاد آجاتا ہے کہ یہ اتوار کا دن ہے، اور صبح کی نماز شروع ہونے ہی والی ہے۔ میں نماز میں شامل ہونے کا ارادہ کرتا ہوں، لیکن پھر خیال آتا ہے کہ گرجے کے باہر قدرے دم لے لوں۔ جب میں وہاں بیٹھ کر قبروں پر لکھے ہوئے کتبے پڑھتا ہوں تو مجھے گھنٹی بجانے والا بروج پر چڑھتا ہوا نظر آتا ہے، جہاں ایک چھوٹی سی گھنٹی جو نماز کے شروع ہونے سے قبل بجتی ہے، لٹک رہی ہے۔ کچھ عرصے تک گھنٹی خاموش رہتی ہے، پھر اچانک آہستہ آہستہ بجنا شروع ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی آواز دور دور تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ آواز ایسی بلند تھی کہ میری نیند ختم ہو جاتی ہے..... لیکن گھنٹی کی آواز الازم دلی گھڑی سے آرہی تھی!

خارجی طاقت کی یہ ایک عمدہ مثال ہے۔

خواب کا مہیج اندرونی بھی ہو سکتا ہے۔ خواہ

یہ نا علی ہو یا عضوی، ہمارے بے شمار خواب اس قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ کسی ایک اندرونی عضو کے برائے گنہتے ہوئے پر خاص قسم کا خواب نظر

آئے گا۔

ڈاکٹر محمد یوسف صاحب دپارٹمنٹ میڈیکل کالج،

لاہور، اپنا خواب بیان کرتے ہیں کہ:-

”ایک دفعہ میں خواب میں ایک مرلین کو دیکھنے جاتا ہوں جو سخت پیٹ کے درد میں مبتلا ہے۔ میں اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اس کی تشخیص کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اچانک نیند اُچاٹ ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ میرے اپنے ہی پیٹ میں درد شروع ہے اور سخت بے چینی کی حالت میں پیٹ پر ہاتھ پھیر رہا ہوں۔“

خواب اور امراض دماغی :

حضرت مسیح کی پیدائش سے کئی سو سال قبل
 ارسطو اور بقراط ہی نے یہ واضح کیا تھا کہ خواب
 اور امراض دماغی کا آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔
 موجودہ زمانے کے ماہرین نفسیات کا بھی یہی خیال
 ہے، کہ چند ایک خواب ہی ایسے ہیں جو خاص قسم کی
 دماغی بیماری کا باعث ہیں۔ چنانچہ فراڈ کا یہ یقین
 ہے کہ اختناق الرحم کے مرض کا باعث کئی سال
 قبل کا کوئی ایک خواب ہے جو مختلف قسم کے عناصر پر
 مشتمل ہوتا ہے۔ اور ہر عنصر کسی خاص واقعے کی
 یاد ہوتا ہے۔ مریض کے دل پر ایسا خواب نقش
 ہو جاتا ہے اور وہ اس سے کانپ اٹھتی ہے۔
 آہستہ آہستہ یہی خواب بے شعوری میں چلے جانے پر
 کافی طاقت حاصل کر لیتا ہے، اور یہ طاقت حاصل
 کر لینا ہی مخصوص علانات پیدا کرنے کا پیش خیمہ
 ہے۔

چارلس باڈون مندرجہ ذیل واقعہ بیان کرتا ہے :-

”ایک نوجوان عورت جو سات سالہ بچے کی ماں تھی اس بچے کی پیدائش سے لے کر سات سال تک عصبی تکلیفوں میں مبتلا چلی آرہی تھی۔ طبیوں نے اسے تخلیل نفس کے علاج کی ہدایت کی۔ وہ بہ غرض علاج میرے پاس آئی۔ میں نے جب اسے خواب سنائے کے لیے کہنا تو میں نے اپنے زمانہ حمل کا یہ خواب سنایا۔ اس خواب نے، جو بلا شک و شبہ اس کے حل کے متعلق تھا، اس کے دل پر گہرا اثر ڈالا جس کا نتیجہ اس کی موجودہ بیماری تھی۔“

”خواب میں وہ ٹاون ہال میں موجود ہے۔ صدر حاضر نہیں۔ اور اس عورت کا غاوتند بہ حیثیت نایب اس کی جگہ کام کر رہا ہے۔ ایک

اجنبی جو بہ نیا ہر ہنگامی یا اہلی کا
 باشندہ معلوم ہوتا ہے، اچانک
 داخل ہوتا ہے۔ اس کا خاوند صدر
 کے آنے کا انتظار کرنے کی اس سے
 درخواست کرتا ہے۔ لیکن اجنبی
 بہت بے تاب ہو کر خاوند کو
 خنجر سے زخمی کر دیتا ہے۔ اس کا
 خاوند گلی میں دوڑتا ہے، لیکن
 اجنبی اس کا تعاقب کر کے اسے
 زخمی کر ہی دیتا ہے۔ نوجوان عورت
 اپنے تئیں ایک کھڑکی کے سامنے
 موجود پاتی ہے اور اس سانچے کو
 بڑی بے صبری سے دیکھتی ہے۔
 کھڑکی کے نیچے صدر دکھائی دیتا
 ہے جو اس عورت سے ان نفلوں
 میں مخاطب ہوتا ہے۔
 ایک تم نیچے نہ آوگی

حالات خطرناک صورت
اختیار نہ کر سکیں گے !
مختار رہنا ! سب کچھ ٹھیک
ہو جائے گا.....

پھر وہ اپنے خاوند کو اپنی چارپائی پر
لیٹے ہوئے دیکھتی ہے۔ اس کی
پیشانی میں ایک زخم ہے جہاں سے
خون ٹپک رہا ہے۔

اس خواب کی تعبیر کو ہم بعد میں کریں گے۔ پہلے
صرف یہی واضح کرنا ہے کہ اس خواب کا جو تعلق عصبی
بیماری سے ہے بالکل ظاہر ہے۔ خواب زمانہ حمل اور
پیدائش کو نہایت ہی واضح طور پر ظاہر کرتا ہے اس خواب
سے مریضہ کی توجہ ادھر مبذول ہوگئی اور نتیجہ یہ نکلا کہ
اس پر ایک خاص قسم کی جذباتی کیفیت طاری ہوگئی۔
اگر یہ خواب اسے نہ دکھائی دیتا یا اس کی تعبیر فی الفور

کردی جاتی تو یہ ممکن نہ تھا کہ وہ عصبی بیماری میں مبتلا ہوتی۔

خواب اور معانی :

اگر خواب فی الحقیقت متنوع خواہشوں کی تحلیل کا ہے تو اس سے معانی کس طرح اخذ کرنے چاہئیں ؟

ظاہر ہے کہ صورت میں صرف خواب دیکھنے والا ہی اپنے خواب کی تعبیر کر سکتا ہے، کیوں کہ اس کے گذشتہ واقعات اور حالات سے دوسرے آدمی قطعاً بے خبر ہوتے ہیں۔ جب تک وہ اپنے حالات سے مطلع نہ کرے ہم آگاہ نہیں ہو سکتے۔ بعینہ تعبیر خواب بھی صرف اسی صورت میں ممکن ہے۔ جب خواب دیکھنے والا خواب کے متعلق خود ہی قیاس آرائیاں کرے اور ایک دن قبل کے واقعات سے بھی مطلع کرے۔ خواب دیکھنے والی نفسی جوڑنے کے باعث کسی غیر کی سمجھ میں نہیں آ سکتا، اسی ذہنی تفسیر کو سمجھنے کے لیے ہمیں خواب دیکھنے والے ہی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اگر

خواب دیکھنے والا ہمیں خواب کے متعلق کما حقہ آگاہ نہیں کر سکتا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ خواب کے متعلق پوری واقفیت تو رکھتا ہے لیکن وہ اپنے اس علم سے بے علم ہے۔ اس لیے اس کا یہ یقین ہے کہ وہ خواب کی تعبیر نہیں کر سکتا۔ مندرجہ ذیل واقعہ اس کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے (فراڈ، تہیدی لکچر۔ ص ۷۸) :-

” ۱۸۸۹ء میں میں نے ٹینیسی میں لی ایبال اور برٹنیم کا ایک تنویمی تجربہ ملاحظہ کیا۔ ایک شخص پر تنویمی کیفیت طاری کی گئی۔ اس شخص پر اس کیفیت کے دوران میں اختلال اور اقتباس حواس کے تجربات کئے گئے۔ ہوش میں آنے پر پہلے پہل تو وہ اپنے مشاہدے سے بالکل مطلع نہ کر سکا۔ برٹنیم نے اسے یقین دلایا اور مجبور کیا کہ وہ اس کیفیت کے دوران کے تمام واقعات جانتا ہے، اور

دہرا سکتا ہے۔ اس پر اس شخص نے غور کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ وہ تمام واقعات بلا کم و کاست دہرانے میں کامیاب ہو گیا۔“

خواب سے لاعلمی ظاہر کرنے والے کا بھی یہی حال ہے۔ خود اپنے آپ ہی تجربہ کیجئے۔ صبح اٹھ کر اپنے خواب پر غور فرمائیے۔ وہ بالکل مہمل معلوم ہو گا، اور ممکن ہے کہ آپ خواب کو بالکل فضول اور مہمل خیال کرتے ہوئے جلد فراموش کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن انہیں، ذرا غور کیجئے، ایک دن قبل کے واقعات یا دکر کے خواب کا کوئی ایک عنصر یا اس کی شبیہ اس میں تلاش کیجئے۔ کافی جدوجہد پر آپ کے خواب کے تمام عناصر ایک دن قبل یا دیرینہ واقعات سے مل سکیں گے۔ آپ حیران ہوں گے کہ کس طرح خواب گذشتہ واقعات سے وابستہ ہے، اور اس کی تعبیر اصل خواب سے کتنی ہی مختلف ہے۔ اس طریقے سے ہم دوسرے کے خواب کی بھی تعبیر کر سکتے ہیں

ہم اس سے تو واقف ہو ہی گئے ہیں کہ خواب دیکھنے والا اپنے خواب کے متعلق بہت کچھ علم رکھتا ہے لیکن وہ اس کے استعمال کے علم سے ناواقف ہے۔ اس لیے ہمیں سب سے پہلے یہ پوچھنا چاہیے کہ اسے خواب کس طرح آیا، یعنی کن حالات اور کیفیت کے ماتحت اس نے خواب دیکھا؟ اس سے تو واقف ہی ہو گا۔ لیکن اگر وہ حیل و حجت کرے تو "فشاری طریقہ" اس کا بہترین علاج ہے۔ یعنی اگر ہم اس کو یہ یقین دلائیں گے کہ وہ ان واقعات کو بہ خوبی جانتا ہے تو تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ان واقعات سے ہمیں باخبر کر دے گا۔ ایسے حالات اس کے خواب والے دن کے ہوتے ہیں اس لیے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی۔ دوسرا کام یہ ہے کہ خواب کے ہر ایک فقرے کے متعلق اس کے خیالات "اُتلاف اختیاری" کے طریقے پر قائم کریں۔

یعنی خواب کا ایک عنصر لے کر اسے کہیں کہ اس کے متعلق جو بھی خیالات ذہن میں آئیں، مطلع کرتا جائے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ کیوں کہ باوجود وعدے کے وہ اکثر خیالات ہم سے چھپانے کی کوشش کرے گا۔ اگر ہم اس کے اس قسم کے خیالات سے مطلع ہو جائیں تو ہم نہ تو صرف اس عنصر کی تعبیر ہی کر سکیں گے بلکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس کے ایسے خیالات نہایت ہی ضروری ممنوع خواہشات تھیں۔ اگر بچہ اپنی مٹھی نہیں دکھاتا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کی مٹھی میں ایسی چیز ہے جو اس کے پاس نہ ہونی چاہیے۔ یہی حال ان ممنوع خواہشات کا ہے۔ بعض اوقات ایسا ہو گا کہ اسے خواب کے متعلق کوئی خیال ہی نہ آئے گا۔ لیکن ہمت نہ ہارنی چاہیے۔ اسے یقین دلانا چاہیے کہ وہ خواب کے متعلق سب کچھ جانتا ہے اور نشاری طریقے سے اسے مجبور کرنا چاہیے کہ اس کے ذہن میں اسی وقت جو خیال بھی آئے، خواہ وہ اس کے نزدیک

کتنا ہی غیر ضروری اور بعید از مطلب کیوں نہ ہو ہرگز نہ چھپائے۔ کیوں کہ انہیں غیر ضروری خیالات کے اندر تعبیر پہناں ہے۔

تعبیر خواب کے قوانین :

۱۔ خواب کے ظاہری معنوں کی طرف کچھ توجہ نہ کرنی چاہیے۔ خواہ ان کے معانی واضح ہوں، خواہ مہمل؛ صاف ہوں یا نہ ہوں، وہ کسی صورت میں بھی خواب کے اصل معنی نہیں ہو سکتے جس کی تلاش میں ہم ہیں۔ دوسرے الفاظ میں خواب کے بے شعور خیالات جو دراصل خواب کی اصل تعبیر ہیں، اس کے ظاہری معنوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔

۲۔ خواب کے ہر ایک فقرے کے متعلق اختلاف اختیاری کے طریقے پر خیالات قسائم کرنے چاہئیں۔ اگر ہمیں ایسے خیالات اصل خواب سے بہت دور لے جائیں یا ظاہر میں اصل خواب کے

ساتھ ان کا کچھ بھی تعلق معلوم نہ ہو، پر دواہ نہ کرنی چاہیے۔

۳۔ جب تک پوشیدہ بے شعور خیالات ظاہر نہ ہو جائیں، انتظار کرنا چاہیے۔ رفتہ رفتہ اس طریقے سے خیالات آتے جائیں گے اور خواب کا مطلب بالکل واضح ہو جائے گا۔

۴۔ خواب کا یہیج خواب والے دن میں تلاش کرنا چاہیے۔ یہ ممکن ہے کہ یہیج کا تعلق بچپن کے فراموش شدہ واقعات سے ہو لیکن یہیج اس دن کے واقعات میں موجود ہو گا۔

خواب ایک معممہ کی مانند ہے، جس میں کوئی نہ کوئی مطلب ضرور پنہاں ہوتا ہے۔ لیکن اس کے سمجھنے کے لیے ہمت و کوشش درکار ہے۔ اسی طرح خواب گذشتہ واقعات کو توڑ موڑ کر ایسی صورت اختیار کر لیتا ہے کہ وہ بے ظاہر مہمل معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر اس پر کافی غور کیا جائے تو معممہ کی طرح اس سے حیرت انگیز نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اگر ہمیں کوئی

ایسی کتاب دست یاب ہو جائے جو مصر کی قدیم زبان میں لکھی ہوئی ہو تو ہم ایک مدت تک اس سے کچھ بھی حاصل نہ کر سکیں گے، لیکن اس کا مطلب کچھ نہ سمجھ تو ضرور ہوگا۔ ہم صرف اس کی زبان سے ناواقف ہیں خواب اس قسم کی کتاب کی مانند ہے اور اس کی تعبیر درحقیقت اس کی زبان سے واقف ہونا ہے اگر ہم اپنے خواب کی تعبیر اُمتلان اختیار ہی کے طریقے سے کریں تو معلوم ہو گا کہ ایک مخالف طاقت ہمیں اس کام سے باز رکھتی ہے۔ خیالات آتے تو ہیں، لیکن ہم ان کو درست نہیں جانتے بلکہ ان پر تنقید کرتے ہیں، اور اپنے دل میں کہتے ہیں: ”نہیں یہ خیال موزوں معلوم نہیں ہوتا، یہ تو سراسر مہمل ہے۔“ دوسرا خیال آتے ہی کہتے ہیں: ”نہیں نہیں، یہ تو بالکل ہی فضول ہے۔“ اور تیسرے کے متعلق ہماری رائے ہوتی ہے: ”یہ تو اصل سے بہت ہی دور چلا گیا ہے۔“ وغیرہ۔ اس طرح کرنے سے ہماری ہمت پست ہو جاتی ہے اور ہم اس انکشاف کی طرف

توجہ مبذول نہیں کرتے۔ اگر اس طریقے سے ہمارے خواب کی تعبیر کوئی اور شخص کر رہا ہو تو اس وقت ہمارے دل میں یہ خیالات آئیں گے: ”یہ خیال تو پوشیدہ ہی رکھنا بہتر ہے، میں اس سے اس کو کبھی بھی مطلع نہ کروں گا (کرسکوں گا)“ نکلا ہو ہے کہ خواب کی تعبیر میں ہمیں ایسے خیالات سے ضرور اجتناب کرنا چاہیے۔ اور اگر ہم کسی دوسرے کے خواب کی تعبیر کر رہے ہوں تو اس کو ایسے خیالات کے متعلق قبل از وقت واضح کر دینا نہایت ہی ضروری ہے۔ پہلی مرتبہ اپنے خواب کی تعبیر کرنے سے معلوم ہو گا کہ ایسی رکاوٹیں بے شمار ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ پہلی مرتبہ دو دن تک بھی خواب حل نہ کر سکیں۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ کام اتنا آسان ہو جائے گا کہ آپ پانچ دس منٹ میں خواب کی تعبیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ خواب کی تعبیر کرنا کیوں اتنا مشکل کام ہے؟ اس کی بحث ہم آگے چل کر کریں گے۔ یہاں صرف یہی واضح کرنا ہے کہ اس مشکل پر عبور حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

تکمیل گاہ خواہش:

ہم یہ اُدپر دیکھ چکے ہیں کہ اگر خواب کا مہیج کوئی خارجی وجود ہے تو اس کی تعبیر اسی طریقے سے ممکن ہے۔ مارے کے تمام دل چسپ تجربے اسی طریقے سے تحلیل کئے جاسکتے ہیں۔ الارم والی گھڑی کا خواب اس کی نہایت ہی عمدہ مثال ہے۔ یہ دل چسپ اور طویل خواب صرف گھنٹی کی آواز کا رد عمل ہے۔ تنویم کے ذریعے سے بھی خواب کی تعبیر کی جاسکتی ہے۔ کیوں کہ اس حالت کے اثر معمول اپنے گذشتہ واقعات آسانی سے دہرا سکتا ہے۔ لیکن مشکل یہ باقی رہ جاتی ہے کہ تمام آدمیوں پر اس کیفیت کا طاری کرنا ممکن نہیں۔ نیز ہمارے بیشتر خواب اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ اس طریقے سے سمجھ میں نہیں آسکتے ان کے سمجھنے کے لیے تحلیل نفس کا مخصوص طریقہ کام میں لایا جاتا ہے۔ بہت سے خواب ایسے ہوتے ہیں جو عصبی امراض میں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ایسے خوابوں

کے متعلق فریڈ اور اس کے پیروؤں کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ ممتنع خواہشوں کی تکمیل گناہ ہیں۔ تکمیل خواہش کے ذریعے سے اس مہیج کا اثر جو نیند میں مغل ہوتا ہے، زایل ہو جاتا ہے یعنی مہیج تو یہ کوشش کرتا ہے کہ نیند میں مغل ہو کر سونے والے کو بیدار کرے۔ لیکن اس مہیج کے خلاف اور نیند کی حمایت میں جو طاقت کام کر رہی ہوتی ہے۔ مہیج کا اثر زایل کرنے کے لیے اس کو تکمیل خواہش کی صورت میں تبدیل کر دیتی ہے اور سونے والا نہایت ہی آرام سے سوتا رہتا ہے۔ اگر یہ طاقت اس مہیج کے خلاف کام نہ کرتی تو اس کے لیے سونا محال ہو جاتا۔ فریڈ اپنا واقعہ کرتا ہے کہ ایک دفعہ اسے کسی تکلیف کے ساتھ اپنے فوطوں پر پلٹس باندھ کر سونا پڑا۔ پلٹس سے درد میں تخفیف ہو گئی، اور وہ سو گیا۔ لیکن کچھ دیر بعد درد پھر شروع ہو گیا اور پلٹس کا وہاں رہنا دو بھر ہو گیا۔ پلٹس اور درد یہ مہیج تھے جو سونے کے خلاف کام کر رہے تھے اور بیدار کرنے کی

کوشش میں ہمہ تن مصروف تھے۔ لیکن ان کا تنازعہ اس مخالف طاقت سے ہوا جو نیند کی حمایت میں تھی۔ اس مہیج کو کسی اور صورت میں تبدیل کرنے کے لیے مجبور کیا گیا اور فراڈ نے اپنے تئیں گھوڑے کی پیٹھ پر تکلیف سے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ظاہر ہے کہ اگر فراڈ اپنے تئیں گھوڑے پر سوار نہ دیکھتا تو شدت درد کے باعث اس کا بیدار ہونا یقینی امر تھا۔

یہ خواہش جس کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے بالعموم بچپن کی یا نہایت ہی درینہ صحت خواہش ہوتی ہے۔ تحلیل سے معلوم ہو گا کہ عصبی مریضوں کے خواب اس قسم کے ہوتے ہیں۔ یعنی ان کی صحت خواہشیں بہت دیر بعد خواب میں پوری ہوتی ہیں۔ اگر یہ ایسا نہ ہوتا یا یہ نظریہ درست نہ ہوتا تو تحلیل نفس کے طریقے سے ان کا علاج محال ہو جاتا۔

چھوٹے بچوں کے خواب تمام کے تمام ہی تکمیل گاہ خواہش صاف طور پر واضح کرتے ہیں

دن کے وقت جو کام ان سے رہ جاتا ہے وہ خواب میں پورا ہو جاتا ہے۔ ایسے خواب سمجھنے کے لیے نہ تو تحلیل ہی کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی کسی فن کی۔ بچے سے خواب کے متعلق پوچھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ خواب کا جو تعلق دن کے واقعات سے ہوتا ہے وہ بہت ہی صاف اور آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں ان کا خلط ملط ہونا ضروری نہیں۔ خواب کا ہیج ہمیشہ غیر تسکین شدہ خواہش ہوتی ہے، جس کا معلوم کرنا کوئی دشوار کام نہیں۔ مندرجہ ذیل مثالوں سے یہ نظریہ اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔

۱۔ فرارڈ — ایک سال اور دس ماہ کے بچے کو جنم دن کی تقریب پر پھلوں کی ایک بڑا کری کسی کو پیش کرنی تھی۔ اگرچہ اسے بھی اس میں سے حصہ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا، لیکن پھر بھی اس نے بے دلی سے تحفہ پیش کیا۔ اگلی صبح اس نے اپنا خواب بیان کیا: ”ٹرمین تمام کے تمام پھل کھا گیا۔“

۲۔ فراڈ نے ایک سو اٹھ سال کی بچی پہلی مرتبہ کسی جھیل پر سیر کی غرض سے گئی۔ جب وہ اپنے والدین کے ساتھ کشتی سے اترنے لگی تو اس نے کہا کہ دقت کتنی جلدی گزر گیا ہے اور اس نے کشتی سے نہ اترنے کی ہر ممکن سے ممکن کوشش کی۔ صبح اس نے بیان کیا رات میں اسی جھیل میں سیر کر رہی تھی۔

بچوں کے خوابوں میں اصل خواب اور اس کے مطلب کا رشتہ نمایاں ہوتا ہے۔ خواب خلط ملط نہیں ہوتا۔ ان کو سمجھنے کے لیے صرف بچے کی دن کی حرکات و سکنات کا جاننا کافی ہے۔ کیوں کہ ان کے خواب ہمیشہ دن کے واقعات کا رد عمل ہوتے ہیں۔ یعنی وہ ذہنی مسیح جو نیند میں مغل ہوتا ہے، غیر تسکین شدہ خواہش ہوتی ہے۔ بالغ آدمیوں کے خواب ہوتے تو اسی قسم کے ہیں لیکن ان کے خلط ملط ہو جانے کے باعث اصل خواب اور اس کے مطلب کا تعلق بہ ظاہر واضح نہیں ہوتا، کیوں کہ مزاحمت کے ذریعے سے خواہش کوئی اور صورت اختیار

کرتی ہے اور آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ ایسے خواب صرف "اُتلافِ اختیاری" کی مدد سے ہی تعبیر کیے جاسکتے ہیں۔ بعض خواب تو اتنے پیچیدہ ہوتے ہیں کہ ان کے سمجھنے کے لیے کافی وقت درکار ہوتا ہے۔ کیوں کہ بے شعور واقعات کو شعور میں داخل نہ کرنے کے لیے امتناع پوری پوری کوشش میں مصروف ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ برظاہر خواب اس نظریے کی ضد معلوم ہو۔ اس قسم کے خوابوں کو مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے:-

۱۔ جون ۲۳ء کو میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ

"ایک کھلے میدان میں ہمارے تمام

رستے داد جمع ہیں۔ برادر م م۔ ح

ہم سب کو بارات میں شامل ہونے کی

دعوت دیتے ہیں"

تعمیل گاہ، خواہش کی یہ عمدہ مثال ہے۔ ایک دن قبل کمری م۔ ح کی طرف سے ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر ش۔ ح کی شادی کا دعوتی رقعہ موصول ہوا تھا،

خواب نے شادی کے دن کو قبل از وقت ظاہر کیا ہے۔ کیوں کہ میں بڑی بے بسی سے ان کی شادی کا منتظر تھا۔ خواب اور تعبیر بالکل صاف ہے۔

۲۔ ایک معزز خاتون (۲۸ مئی ۲۳ء کو)

خواب میں دیکھتی ہیں کہ ”ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے“ ان خاتون کی شادی کو ایک عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن ابھی تک وہ اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ ایک دن قبل اسے اطلاع موصول ہوئی کہ اس کی ایک رشتہ دار جس کی شادی کو ابھی چند ہی ماہ گزرے ہیں حاملہ ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی وہ گہری سوچ میں پڑ گئی اور خیال کرنے لگی کہ شاید وہ ہمیشہ ایسی ہی رہے۔ اسی رات یہ خبر اس نے اپنے خاندان کو حسرت سے سنائی۔ تسکین قلب اور امید کے لیے انہوں نے خلوت بھیگی۔ اسی رات خواب میں اس کی امید پوری ہو گئی۔

اور وہ اپنی اس رشتہ دار سے پیچھے نہیں رہی۔

۳۔ فراڈ کا ایک دوست جو خواب کا یہ نظریہ اپنی بیوی سے بھی بیان کر چکا تھا فراڈ سے ایک دن کہنے لگا ”میری بیوی آپ سے یہ کہنا چاہتی ہے کہ اس نے کل رات خواب میں حیض آتے دیکھے“ اس کا مطلب آپ جانتے ہی ہوں گے! فراڈ نے جواب دیا ”اگر آپ کی بیوی خواب میں اپنے تئیں حاملہ دیکھتی ہیں تو وہ یقیناً حاملہ ہے اور اس کو حیض آنا بند ہو گیا ہے، کیوں کہ اس کی یہ خواہش ہے کہ چند سے اور آزادی کے مزے لوٹے۔ اس خواب کی مدد سے اس نے عجیب طریقے سے اپنے تئیں حاملہ ثابت کیا ہے۔“

۴۔ ایک نوجوان خاتون نے مجھ سے بیان کیا

(۲۰ مئی ۱۹۳۳ء) کہ خواب میں اس کے
 ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ وہ اسے بہت
 پیار کرتی ہے، لیکن اس کے والدین اسے
 ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں اور بچی کی
 پیدائش سے وہ سب مایوس نظر آتے ہیں۔
 یہ خاتون اولاد سے محروم ہے اور
 باوجود علاج کے ابھی تک تندرست نہیں
 ہو سکی۔ خواب میں اس کی یہ خواہش جو اس
 کے دل پر قبضہ جمائے ہوئے ہے، پوری
 ہو گئی ہے۔ یہ خاتون مایوسی کے وقت
 اکثر کہتی رہتی ہے ”اگر لڑکی ہی ہو جائے تو
 پھر بھی میں بہت ہی خوش ہو جاؤں!“
 خواب کا دوسرا حصہ اس سے تعلق
 نہیں رکھتا۔

خواب میں اپنے کسی عزیز کو مردہ دیکھنا بھی
 تکمیل گاہ خواہش ہے۔ خواہ اس موت کی خواہش کا
 تعلق بچپن سے ہو، خواہ موت کا تعلق کسی اور

خواہش سے ہو۔ اگر لڑکا اپنی چھوٹی بہن کو مردہ دیکھتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جب وہ بچہ ہی تھا اور اسی کی بہن بہ قول اس بچے کے آسمان سے گری تو وہ والدین کی محبت میں اس کو خلل انداز پا کر اس سے حسد کرنے لگا؛ گو یہ جذبہ کچھ عرصہ بعد محبت میں تبدیل ہو گیا۔ اس زمانے میں بچے کی یہ خواہش تھی کہ اس بچی کو کوئی اٹھا کر لے جائے اور وہ اکثر اپنی والدہ سے کہا کرتا تھا: ”امی! اسے باہر کیوں نہیں پھینک دیتیں؟“ میرے ایک دوست اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی چھوٹی بہن کو گھاسے کے آگے ڈالنے کے لیے تکرار کیا کرتے تھے۔ بعینہ بچہ یہ معلوم کر کے کہ اس کی والدہ کی محبت میں اس کا باپ بھی شریک ہے، باپ سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے۔ بچوں کی محبت اپنی مخالف صفت سے ہوتی ہے۔ یعنی لڑکی باپ سے محبت رکھتی ہے اور ماں سے نفرت؛ کیوں کہ وہ یہ نہیں دیکھ سکتی کہ ماں بھی

اس کے باپ سے ویسی ہی محبت کرے۔ لڑکا اپنی والدہ کو چاہتا ہے، اور مندرجہ بالا وجہ کی بنا پر اپنے باپ سے متنفر ہوتا ہے۔ اگر ماں یا باپ اپنے بیٹے کو مردہ دیکھیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ کسی زمانے میں اس سے فی الحقیقت نفرت رکھتے تھے، اور اس کو مردہ دیکھنے کے خواہشمند تھے۔

”خواب میں ایک عورت نے اپنے اکلوتے جوان بیٹے کو ایک بکس میں مرا ہوا پایا۔“

معلوم ہوا کہ اس زمانے میں جب کہ اس کا لڑکا اس کے رحم (بکس) میں تھا خاندان سے ناچاتی ہو گئی۔ اس ناچاتی کی بنا پر عورت نے فی الحقیقت یہ خواہش ظاہر کی ”کاش! جو کچھ میرے رحم میں سے مر جائے“ چنانچہ اس نے حل گرا دینے کی ناکام کوشش بھی کی۔ عورت اس ممتنع خواہش کو پا کر حیران رہ گئی۔

اگر خواب دیکھنے والا اپنے عزیز کی موت سے

خواب میں غم کا اظہار بھی کرے اور اس کے دل پر چوٹ سی لگے تو اس قسم کے خواب بغیر کسی قسم کی تہید یا استلاف اختیاری کی مدد سے حل کئے جاسکتے ہیں۔ یعنی ان کی تعبیر ہمیشہ یہی ہوگی کہ خواب دیکھنے والا بچپن کے فراموش شدہ زمانے میں اپنے اس عزیز سے نفرت رکھتا تھا، اور اس کے چلے جانے کا خواہش مند تھا۔ لیکن اگر خواب دیکھنے والے پر غم کی کیفیت طاری نہ ہو تو وہ بغیر تہید کے

لے۔ بچے موت کے لفظ سے ناواقف ہوتے ہیں۔ جب کوئی مر جاتا ہے تو ان پر یہی ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی یہی یقین رکھتے ہیں کہ وہ کسی کے ہاں یا بہ غرض علاج کسی ڈاکٹر کے پاس گیا ہے۔ چنانچہ وہ کئی کئی ماہ تک اس کی داپسی کے منتظر ہوتے ہیں، اور گھر والوں سے اس کی آمد کے متعلق پوچھتے بھی رہتے ہیں۔

ہل نہیں کیا جاسکتا۔ اس صورت میں کسی عزیز کی موت کے ساتھ کوئی اور خواہش تعلق رکھتی ہے۔ فراڈ کی ایک مریضہ کے مندرجہ ذیل خواب سے یہ خواہش بہ خوبی ذہن نشین ہوسکتی ہے۔

ایک نوجوان عورت فراڈ کے نظریے کو غلط ثابت کرنے کے لیے اپنا ایک خواب بیان کرتی ہے۔

آپ کو معلوم ہو گا کہ اب میری بڑی بہن کا صرف ایک ہی لڑکا چارلس رہ گیا ہے۔ میں اس کے پاس ہی رہا کرتی تھی کہ اس کا بڑا لڑکا آٹو مر گیا۔ آٹو کو میں بے انتہا چاہتی تھی۔ حقیقت میں اس کی پرورش میں نے ہی کی تھی۔ میں چاہتی تو چارلس کو بھی ہوں لیکن اتنا نہیں۔ اب میں نے کل رات خواب میں اپنے سامنے چارلس کو

مرا ہوا دیکھا ہے۔ اس کی نقش چھوٹے سے
 صندوق میں پڑی ہوئی تھی۔ اس کے
 ہاتھ بندھے ہوئے تھے، اور چاروں طرف
 موم بتیاں روشن تھیں۔ قصہ مختصر، یہ منظر
 بالکل آٹو کی موت کی مانند تھا۔ اس خواب
 سے میرا دل سخت زخمی ہو گیا ہے۔ فرمائیے
 اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا میں اتنی بُری
 ہوں کہ اس کے اکلوتے بیٹے کی موت کی
 خواہش مند ہوں؟ کیا اس خواب کا یہ
 مطلب ہے کہ آٹو کی بجائے چارلس
 مر جاتا؟

فراڈ نے اسے یقین دلایا کہ یہ دونوں صورتیں ممکن نہیں۔
 کچھ عرصہ غور کرنے کے بعد اس خواب کی تعبیر کی گئی
 جو اس کی گذشتہ زندگی کے واقعات سے وابستہ
 تھی۔ عورت نے خواب کی تعبیر قبول کر لی۔
 چھوٹی عمر میں یتیم ہو جانے کی وجہ سے اس کی
 پرورش اس کی بڑی بہن نے کی۔ گھر آنے جانے والوں

میں سے ایک شخص نے اس کے دل پر قبضہ جما لیا۔ ان کے باہمی تعلقات سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کی محبت کا لازمی نتیجہ شادی ہوگا۔ لیکن یہ رشتہ اس کی بہن نے چند وجوہ کی بنا پر منقطع کر دیا۔ اسی واقعے کے بعد اس شخص نے اس گھر میں آنا جانا بند کر دیا۔ آٹو کی موت کے بعد مریض نے اس سے خود بلنے کی آزادی حاصل کر لی۔ مریضہ کے محبوب کو جو پروفیسر تھا، جب کہیں تقریر کرنی ہوتی تو حاضرین میں وہ بھی ضرور ہوتی۔ لیکن اس کی یہ انتہائی کوشش ہوتی کہ پروفیسر اسے دیکھنے نہ پائے۔ فراڈ کو یہ بھی یاد آیا کہ خواب سے ایک دن پہلے اس نے اسے بتایا تھا کہ وہ اس پروفیسر کو دیکھنے کے لیے ایک جلسے میں جانے والی ہے۔ یہ جلسہ اسی دن منعقد ہونے والا تھا، اور داخلے کا ٹکٹ بھی اس کے پاس موجود تھا۔ تعبیر اب بالکل صاف تھی۔ فراڈ نے اس سے استفسار کیا کہ کیا آٹو کی موت کے بعد وہ کوئی ضروری واقعہ دہرا سکتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں کیوں نہیں۔

پر وفسیر اسی دن ایک طویل مدت کے بعد واپس آیا اور میں نے اس کو آٹو کی نقش کے پاس ایک نظر دیکھا۔ یہ واقعہ فراڈ کے خیال کے مطابق تھا۔ خواب کی تعبیر یہ تھی :-

”اگر دوسرا بچہ بھی مر جائے تو یہ واقعہ ظہور میں آئے گا۔ پر وفسیر اس کی بہن کے پاس بہ غرض افسوس ضرور آئے گا۔ اور مریضہ اسے ایک دفعہ پھر دیکھ سکے گی۔ یہ خواب محض پر وفسیر کو دوبارہ دیکھنے کی خواہش ہے جس کو وہ دبا دینے کے لیے کافی کوشش کر رہی تھی۔ یہ خواب بے صبری کا خواب تھا۔ اور اس نے اپنی بے صبری کی وجہ سے پر وفسیر کو ایک دن قبل خواب میں دیکھ لیا۔“

خواب کی تعبیر:

اد پر درج کیا جا چکا ہے کہ تعبیر خواب کا

مخصوص طریقہ ”اتصالات اختیاری“ ہے۔ اگر مزاحمت معمولی ہے تو خواب کے معانی بہت جلد واضح ہو جائیں گے۔ کیوں کہ اس صورت میں بے شعور خیال خواب کے مطلب سے اتنا بعید نہیں ہوتا، اور چند ہی درجہ بلکہ اکثر اوقات ایک ہی (اتصالات سے مطلب واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر بے شعور خیال بے شعوری میں کافی طاقت حاصل کر چکا ہے تو اس خیال کو شعور میں لانے کے لیے کافی جہد و جہد کرنی پڑتی ہے۔ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ خواب کی ممتنع خواہش کس طریقے سے شعور میں داخل کی جاتی ہے۔ لیکن ان اقسام کے خوابوں میں خواہش والا عنصر بالکل صاف تھا۔ اب ہم تعبیر کے ذریعے دیکھتے ہیں کہ آیا ہمارے عام خواب اس نظریے کے مطابق ہیں؟

مکمل خواب کی تعبیر کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک ہی عنصر کی تحلیل کی جائے۔ تحلیل سے پہلے ہمیں تعبیر خواب کے قوانین کو بخوبی ذہن نشین کر لینا چاہیے۔ کیوں کہ ان پر عمل کیے بغیر

تعبیر ناممکن ہے۔ یہ درست ہے کہ پہلی مرتبہ خیالات لاکھوں کی تعداد میں ذہن میں آئیں گے۔ لیکن خیالات کی بہتات سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ کیوں کہ انھیں خیالات کے اندر تعبیر پہنا ہے۔ اگر ہم اپنا خواب درج کریں تو معلوم ہو گا کہ جو خیالات اس کے ضمن میں آتے ہیں وہ اصل خواب سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ جب خیالات ذہن میں آجائیں تو ان میں سے ایسے خیالات چن لینے چاہئیں جو کسی ایک طریقے سے خواب کے ساتھ وابستہ معلوم ہوتے ہوں۔ سب سے پہلے ہم صرف خواب کے ایک عنصر کی تعبیر کرتے ہیں تاکہ اُتلافِ اختیاری کا طریقہ پہ خوبی ذہن نشین ہو سکے۔

۱۔ ایک شخص خواب میں ایک واقف خاتون کو نالی سے باہر کھینچتا ہے۔ اُتلافِ اختیاری کے ذریعے اس نے خواب کا مطلب پہلی مرتبہ ہی معلوم کر لیا۔ خواب کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس عورت کو چن لیا۔ یعنی دوسری خواتین پر (شادی کے معاملے میں) اس کو

ترجیح دی ۔

۲ — میرے ایک دوست خواب میں اپنے اپنے کو ایک حسینہ کے ساتھ کمل اوٹوہ کرا چارپائی پر سوئے ہوئے دیکھتے ہیں۔ میرے یہ دوست اس حسینہ کے ساتھ شادی کرنے کے از حد خواہش مند تھے اور وہ حسینہ بھی رضا مند تھی۔ دونوں پوشیدہ طور پر ملا بھی کرتے تھے۔ لیکن لڑکی کے والدین نے اس کی شادی کسی اور جگہ کر دی۔ کافی مدت کے بعد جب میرے دوست کی شادی ان کی مرضی کے خلاف ہونے والی تھی تو انھوں نے یہ خواب دیکھا اور ان کی یہ خواہش خواب میں پوری ہو گئی۔ کمل اوٹوہنے کے متعلق اُتلا ف اختیار سے معلوم ہوا کہ وہ کہیں بھاگ کر اپنے تئیں ظلمت (یا گم نامی) کے پردے میں نہاں کرنے کے از حد خواہش مند تھے۔

لیکن چند وجوہ سے وہ ایسا نہ کر سکے۔ مکمل
اڈرہنا، دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ
ہو جانا۔ کسی ایسی جگہ چلا جانا جہاں سے کوئی
سراغ نہ لگا سکے۔

۳۔ ”ایک عورت حج کے ارادے سے اسٹیشن پر
جاتی ہے۔“ معلوم ہوا کہ اس کے گھاؤں میں
ایک جمن ہے جو حج کرنے کے بعد لوگوں کو
فریب سے لوٹتی ہے۔ اس کے مکر و فریب کا
جال اتنا وسیع ہے کہ لوگ ایک دوسرے میں
نفاق ڈالنے کی غرض سے اس کے پاس
آتے جاتے رہتے ہیں۔ عورت اپنے کو
زاہدہ و عابدہ ظاہر کیے ہوئے ہر قسم کے
تقوید لکھا کرتی ہے۔ خواب دیکھنے والی بھی
اس کی معتقد ہے۔ اب جب کہ جمن کہیں
جانے والی ہے یہ عورت اس کے شروع
کئے ہوئے کام کو فروغ دینے کی خواہش مند
ہے، لیکن جب تک وہ خود جمن بن کر لوگوں میں

اپنا رسوخ پیدا نہ کرے بہ ظاہر اس کی گدی پر بیٹھنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسی لیے خواب میں وہ حج کرنے جاتی ہے کہ اس حجن کے جانے سے پیشتر اس کام کو سنبھالنے کے قابل ہو جائے۔ یہ سب خیالات عورت کے اپنے ہیں جو اس نے مجھ سے بیان کئے۔

اب ہم فراڈ کی ایک مریضہ کا مکمل خواب درج کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا ہم پورا خواب تعبیر کرنے کے قابل ہونگے ہیں؟

”ایک نوجوان عورت، جس کی شادی کو کافی عرصہ ہو گیا تھا، یہ خواب دیکھتی ہے :-
 وہ اپنے خاندان کے ساتھ تھیٹر میں ہے۔ بچوں کی ایک رو بالکل خالی ہے۔ اس کے خاندان نے اس کو بتایا کہ ایلیز۔ ل اور اس کے محبوب نے اندر آنا چاہا۔ لیکن وہ صرف ناموزوں جگہ حاصل کر سکے۔ تین سیٹیں ڈیڑھ فلازن کے عوض اور وہ یقیناً یہ جگہ

نہیں لے سکتے۔ عورت نے جواب دیا کہ اس کے خیال میں اس طریقے سے انہوں نے کوئی اتنا خسارہ نہیں اٹھایا۔

”مریفیہ نے بتایا کہ اس خواب کی وجہ ل کے متعلق ایک خبر ہے جس سے اس کے خاوند نے اس کو ایک دن قبل مطلع کیا کہ ل کی جو اس عورت کی تقریباً ہم عمر تھی منگنی ہو گئی ہے۔ بلا شک و شبہ خواب اس خبر کا رد عمل ہے۔ ”غالی رو“ کے متعلق عورت نے اٹلانڈ اختیاری کی مدد سے بتایا کہ یہ گذشتہ ہفتے کے ایک واقعے کی طرف اشارہ ہے۔ اس نے ٹھیٹر میں ایک خاص کھیل دیکھنے کے ارادے سے قبل از وقت زریا وہ قسمت دے کر ٹکٹ خرید لیے۔ ٹھیٹر جا کر معلوم ہوا کہ اس کا یہ خیال کہ عد میں تمام جگہ پر ہو جائے گی، بے بنیاد تھا۔ کیوں کہ

بچوں کی ایک رو بالکل خالی تھی۔ اگر وہ
 کنبیل والے دن ہی فلکٹ خرید لیتی تو کوئی
 مضائقہ نہ تھا، اچھی جگہ مل جاتی اور
 اس کا خاوند بھی اس کی تعجیل پر معترض
 نہ ہوتا۔ ”ڈیڑھ فلارن کا کیا مطلب ہے؟“
 اس کا بھی ایک واقعے کی طرف اشارہ ہے
 جس کا بہ ظاہر خواب کے ساتھ کوئی تعلق
 معلوم نہیں ہوتا۔ خواب سے ایک دن
 قبل اس نے سنا کہ اس کی منڈ کو اس کے
 خاوند نے ۱۵۰ فلارن تحفے کے طور پر
 پیش کئے اور وہ تحفہ لیتے ہی ”بہت جلد“
 جو ہری کی دکان پر گئی اور تمام کا تمام
 رو پیہ وہاں کسی ڈیور پر خرچ کر دیا۔
 ”نمبر تین“ کے متعلق اس نے کوئی خیال
 ظاہر نہ کیا۔ سوائے اس کے کہ اس کی
 سہیلی ”ل“ اس سے صرف تین ماہ چھوٹی
 ہے، در حالیکہ اس کی شادی آج سے

دس سال قبل ہو گئی ہے۔ ”دو آدمیوں کے بیسے انہوں نے تین ٹکٹ کیوں خریدے؟ اس کے متعلق وہ کوئی اطلاع نہ دے سکی۔

مادرِ جہ بالانخیالات کی مدد سے اب ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ خواب کے بے شعور معانی معلوم کر سکیں۔ ان خیالات سے معلوم ہو گا کہ وقت کے متعلق اشارات قابلِ غور ہیں۔ اس نے تین ٹکٹ ”بہت جلدی“ خریدے اتنی جلدی کہ اس کو مقررہ قیمت سے کچھ زیادہ ادا کرنا پڑا، بعینہ اس کی نند تحفہ لیتے ہی فی الفور جوہری کی دکان پر گئی اور وہاں اس نے ”اتنی جلدی“ زیور خریدے کہ گو پاوہ کچھ گم کرنے والی تھی۔ اگر ”بہت جلدی“ اتنی جلدی، ”فی الفور“ وغیرہ کا خواب کے ساتھ کسی قسم کا تعلق ہے، یعنی یہ خبر کہ اس کی ایک سہیلی نے جو اس سے صرف تین ماہ چھوٹی ہے، آخر کار اچھا خاندان پایا ہے، نیز اس کی نند کے واقعات کے ساتھ، کہ اس کی اتنی تعجیل حماقت تھی، تو ہم خواب کا بے شعور مطلب اس طریقے سے

د واضح کریں گے :-

”حقیقتاً یہ میری حماقت تھی کہ میں نے شادی کرنے میں اتنی جلدی کی۔ اس کی مثال سے واضح ہے کہ آخر کار مجھے بھی کوئی موزوں خاوند مل ہی جاتا،۔ اس کی یہ تعجیل اس کے جلدی میں ٹکٹ خریدنے اور اس کی نند کے زیور خریدنے سے واضح ہوتی ہے)۔ تعجیل جانے کا اشارہ اس کی شادی کی طرف ہے۔ خواب کا اصل مطلب تو یہی ہے لیکن ہم اس کو اور واضح بھی کر سکتے ہیں، گو اتنے یقین سے نہیں؛ کیوں کہ یہ تشریح عورت کے خیالات سے مستحکم نہیں..... اور ممکن تھا کہ میں رقم سے سوگنا بہتر پالیتی۔ (۵۰ فلارن ڈیڑھ فلارن ۵۰ - ۱ سے سوگنا زیادہ ہیں) اگر روپے کی بجائے جہیز رکھ لیا جائے تو اس کا یہ

مطلب ہے کہ خاوند جہیز سے خریداجاتا ہے۔ زیور اور ناموزوں جگہ دونوں خاوند کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ رشتہ اور بھی زیادہ واضح ہو سکتا ہے اگر ہم "تین ٹکٹوں" اور "خاوند" کا تعلق سمجھ سکیں۔ لیکن، یہی ہم اس علامت کو سمجھنے کے قابل نہیں ہوئے۔ اب خواب کے اصل اور بے شعور معنی بالکل صاف ہیں۔ یعنی خواب عورت کے

۱۔ ہم مخصوص علامات کے ضمن میں دیکھیں گے کہ بعض مخصوص نشانات کس طرح بعض اشیا کو رمز کے طور پر واضح کرتے ہیں۔ مثلاً تین کا عدد مرد کے عضو مخصوص کی علامت ہے اور اس صورت میں خاوند کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی اتنی قیمت (جہیز) دے کر اس نے تین ٹکٹ (خاوند) خریدے۔ اب مخصوص علامت بالکل واضح ہے۔

خاوند کے متعلق ہے اور عورت اتنی جلدی

شادی کرنے پر متاسف نظر آتی ہے۔

عورت خواب کی یہ تعبیر سن کر حیران
رہ گئی، لیکن اس نے مان لیا کہ معاملہ

ایسا ہی ہے۔ لیکن اب تک اسے اس
بات کا علم نہ تھا کہ اپنے خاوند کے متعلق

اس کا یہ خیال ہے، اور نہ ہی اس بات کا
کہ وہ کیوں اپنی اس تعجیل پر افسوس

ظاہر کرتی ہے۔ لیکن ابھی ہم اس بات
کے قابل نہیں ہوئے کہ اس نقطے کو

اور زیا وہ سلجھا سکیں۔ کیوں کہ فی الحال
خواب کے بے شعور خیالات کے متعلق

ہمارا علم بہت ہی ناکافی ہے۔

مندرجہ بالا خواب سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں :-

۱۔ خواب کے مطالب کے متعلق ہم نے

دیکھا ہے کہ خواب میں زیادہ زور تعبیل پر دیا گیا ہے۔ لیکن اصل خواب میں اس کا کوئی اتنا ذکر نہیں۔ بغیر تعبیر کے یہ مطلب معلوم کرنا ہمارے لیے ناممکن تھا۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خواب کے بے شعور خیالات اصل خواب میں بالکل موجود نہیں ہوتے، ایسے خیالات صرف "اتلاف اختیاری" کے ذریعے سے ہی سمجھ میں آسکتے ہیں۔ اس لیے تعبیر کے وقت اس بات کا مطلق خیال نہ کرنا چاہیے کہ فلاں خیال اصل خواب میں موجود نہیں۔

۲۔ خواب میں خیالات کا آپس میں جو تعلق ہوتا ہے وہ ظاہر وہ بالکل مہمل معلوم ہوتا ہے۔ اس خواب میں کتنے مختلف خیال ہیں جو بظاہر بے ربط معلوم ہوتے ہیں۔ ہم نے صرف خیالات کی مدد سے تعبیر کی کہ شادی کے معاملے میں اتنی تعبیل حماقت تھی۔

۳۔ خواب پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اصل خواب اور اس کے مطالب کا رشتہ بہت ہی پیچیدہ ہے۔ ہم یہ نتیجہ بھی نکال سکتے ہیں کہ یہ ضرور ہی نہیں کہ مطلب میں اصل خواب کے عناصر بھی موجود ہوں۔

اب باقی رہا یہ سوال کہ اس پیچیدگی کی وجہ کیا ہے؟ جب ہم اس موضوع پر اور زیادہ روشنی ڈالیں گے تو اس کی وجہ بہ خوبی سمجھ میں آجائے گی۔ جو اصحاب اس موضوع سے کچھ دل چسپی لیتے ہیں ان کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اپنے خواب ضرور نثمت کرتے رہیں۔ کیوں کہ بعد میں یہ کام آئیں گے اور ان کی مدد سے مضمون بہ خوبی ذہن نشین ہو جائے گا۔

تیسرا باب

تعبیر خواب

ب میں یہ دیکھ چکے ہیں کہ خواب ہماری
خوابوں کی تکمیل گاہ ہیں۔ بچوں کے خواب بالکل صاف
اور واضح ہوتے ہیں۔ یعنی ان کی تکمیل گاہ خواہش نمایاں
ہوتی ہے۔ بالغ آدمیوں کے خواب بھی بعض اوقات
جب کہ ان کا باعث کوئی طبعی مہج، جیسے بھوک، پیاس وغیرہ
ہو، اسی طرح صاف ہوتے ہیں۔ لیکن بالعموم یہ خواہش

تبدیل ہو کر کوئی اور شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ”محتسب“ جو حالت بیداری میں بے شعور خیالات، یعنی ممنوع خود ہمشات کو شعور میں داخل نہیں ہونے دیتا، حالت نیند میں اتنا غافل و متور نہیں رہتا۔ اور بے شعور خیالات اس موقع سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا کر شعور میں خواب کی صورت میں داخل ہو جاتے ہیں، اگر یہ ایسا نہ کرتے تو ایسے خیالات کے باہمی تنازع سے سونا محال ہو جاتا۔ یہ سب ”محتسب“ کی مہربانی ہے، جس کے خوف سے یہ اپنی اصلی صورت تبدیل کر لیتے ہیں، اور نیند میں محفل نہیں ہو سکتے۔ بالغ آدمیوں کے خواب اکثر خلط ملط ہوتے رہتے ہیں۔ اگرچہ خواہش ان میں بھی موجود ہوتی۔ لیکن خواب دیکھنے والے کو بغیر تعبیر کے خواہش کا پتہ نہیں چل سکتا، اس پر فعل خواب کا اثر پڑتا ہے۔

فعل خواب :

وہ طریقہ یا وہ قانون جس سے اصل خواب

موجودہ صورت میں ظاہر ہوتا ہے ”فعل خواب“ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ، اور برعکس اس کے جس طریقے سے خواب کو عمل کیا جاتا ہے ، یعنی اصل خواب کا مطلب معلوم کیا جاتا ہے ”تعبیر خواب“ ہے فعل خواب کی چند ایک صورتیں ہیں :-

الف - ”اختصار“ فعل خواب کی یہ پہلی صورت

ہے . خواب کا ایک عنصر بہت سے بے شعور خیالات پر مبنی ہوتا ہے بعض اوقات خواب کے چند ضروری عناصر بالکل ہی مفقود ہوتے ہیں ، اور اکثر اوقات تمام بے شعور خیالات یکجا ہوتے ہیں . ہمارے اکثر خوابوں میں بہت سے اشخاص کی صفات ایک ہی شخص میں پائی جاتی ہیں . یعنی اس شخص کا نام م ہے ، لیکن اس کی شکل ح سے ملتی جلتی ہے ، اور اس کے کپڑے ص کی طرح کے ہیں ، اور وہ شخص ح کا پیشہ اختیار کے

ہوئے ہے۔ چار اشخاص کی صفات ایک شخص میں موجود ہیں۔

اس طریقے سے خواب بہت ہی مختصر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی تعبیر بہت ہی طویل ہوتی ہے۔ مثلاً اگر خواب نصف صفحہ پر آئے تو اس کی مکمل تعبیر تقریباً دو تین صفحے لے گی۔ باوجود اس کے پھر بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ یہ تعبیر بالکل مکمل ہے۔ اختصار کا عمل اس وقت بہت زیادہ ہوتا ہے جب خواب میں کسی شخص کا نام یا کوئی مقام موجود ہو۔ نیز یہ کسی خاص قانون کے ماتحت کام نہیں کرتا خیالات بالکل مہمل معلوم ہوتے ہیں۔ اس نقطہ کو میں اپنے آج رات کے خواب سے واضح کرتا ہوں۔ ۶ ستمبر ۱۹۳۴ء۔

خوشگمانی کا خواب

”میں مفتی صاحب کے ساتھ بائیسکل پر سوار کہیں جا رہا ہوں۔ راستے میں ایک جگہ نما مکان نہایت ہی خوب صورت

دکھائی دیتا ہے۔ میں اس کو دیکھنے کے لیے بے تاب ہو جاتا ہوں۔ تریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ یہ ایک گھاؤں ہے۔ اس کے مشرق کی جانب مکان سے ملحق ایک نہایت ہی خوب صورت مختصر سی مسجد ہے۔ گھاؤں کے باہر تفصیل بھی موجود ہے.... مفتی صاحب کہیں غائب ہو جاتے ہیں... میں ایک شخص سے جو گھاؤں کا باشندہ معلوم ہوتا ہے، مخاطب ہوتا ہوں = ”میں تمہارا یہ گھاؤں دیکھنا چاہتا ہوں“ وہ جواب دیتا ہے، ”ضرور، لیکن اس طرح نہیں، میں کل یا پرسوں آپ کو مدعو کروں گا۔ پھر دیکھ لینا....“ گھاؤں کے باہر ایک طرف ایک اور خوشنما عمارت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ مدرسہ ہے۔ میرے ساتھ مع اس وقت موجود ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ

ہم اس اسکول کے طلباء کا داماعی معاہدہ کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ لیکن وقت کی قلت کے باعث اس ادا ذمے کو طوسی کرتے ہیں، اور پھر آنے کا وعدہ کرتے ہیں..... اسی گاؤں کو دیکھنے کے لیے اپنے دوست آلف کے ہاں جاتا ہوں، وہاں اور بھی بہت سے حضرات چار پائیوں پر لیٹے ہوئے ہیں۔ میرے پاس علامہ عبداللہ یوسف علی کا انگریزی ترجمہ والا پہلا سیپارہ ہے۔ ایک صاحب سیپارہ کو مجھ سے لے کر دیکھتے ہیں۔ کچھ عرصہ دیکھنے کے بعد مجھ سے اس کے متعلق پوچھتے ہیں۔ میں جواب دیتا ہوں۔ انگریزی ترجمہ تو بلا شک و شبہ بہترین ہے۔ لیکن متن میں بہت سی غلطیاں ہیں.....“

تعبیر: — کل مفتی صاحب میرے مہمان

تھے۔ میں ان کو الوداع کہنے کے لیے ایک میل تک

بائیسکل ساتھ لے کر گیا۔ سڑک پر جہاں ایک سکہ ٹھیکہ دار نے ایک خوشنما کو ٹھی بنائی ہے وہاں پہنچ کر مفتی صاحب چلے گئے اور بس وہاں سے سیدھا بھٹی بھنگو کے مدرسے کے طلباء کا دماغی معاونہ کرنے کے لیے گیا۔ میرے پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد میرے ایک رشتہ دار سچ بھی وہاں پہنچ گئے۔ خواب میں جو بنگلہ دیکھا ہے وہ گھلوٹیاں د ایک گاؤں کا نام ہے، اس کا ایک نہایت خوب صورت محلہ ہے۔ پچھلے دنوں عید میلاد کی تقریب پر جماعت احناف کی جانب سے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ میں بھی سچ اور مدرسین بھٹی بھنگو کے ساتھ وہاں پہنچا۔ جلسے کا انتظام بھی اسی محلہ کے رہنے والوں کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس کے مشرق کی جانب ایک چھوٹی سی مسجد بھی تھی جس کے قریب وسیع میدان میں جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہ محلہ گاؤں سے باہر تھا، اور نہایت ہی خوب صورت۔ ایک ہی خاندان کے افراد وہاں رہتے تھے۔ میں مکانوں کی ترتیب اور حسن انتظام دیکھ کر نہ صرف

عشق عشق ہی کرتا تھا بلکہ یہ میری خواہش تھی کہ کاش میرا بھی مکان یہیں ہوتا۔ حقیقتاً اس طرز کے مکان میں نے اس سے پہلے کہیں نہیں دیکھے تھے۔ میں اس محلے کو اندر سے دیکھنے کے لیے بہت ہی بے تاب تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ خوراک وغیرہ کا انتظام بھی انہیں کے ذمے ہے۔ شاید اندر جانے کا موقع مل جائے۔ اتنے میں ایک صاحب آئے جو بہ ظاہر میرے آشنا معلوم ہوتے تھے، لیکن میں ان کو نہ پہچانتا تھا۔ انہوں نے ہمیں بائیسکلیں اپنے مکان میں رکھنے کے لیے کہا۔ ان مکان بھی اسی محلے میں تھا۔ انہیں نے ہمیں شام کے کھانے پر اپنے گھر مدعو بھی کیا۔ ہم نے شب کا کھانا وہاں کھایا، اور ان مکانوں کو جن کے چاروں طرف فصیل نما دیوار تھی خوب غور سے دیکھا۔ فی الواقع عمارات قابل دید تھیں۔

مدرسے کی خوشنما عمارت بلا شک و شبہ بھٹی بھنگو کا مدرسہ ہے، جہاں جلسے والے دن ہم وہاں واپسی پر

کھانے سے فارغ ہو کر پہنچ گئے ، اور شب بھی وہیں گزری۔ کل اسی جگہ معائنہ کے لیے میں آیا ہوا تھا۔ صرف چند ہی طلباء کا معائنہ کر سکا۔ ہیڈ ماسٹر وہاں رہنے کے لیے مجبور کرتے تھے۔ لیکن میں آئندہ کا وعدہ کر کے صبح کے ساتھ واپس اپنے مکان پر آ گیا۔

پچھلے دنوں میں ایک رشتہ دار کی شادی پر مدعو تھا۔ وہاں ہمارے اور بھی قریبی رشتہ دار جمع تھے۔ میں بہ غرض اشاعت اپنے ساتھ انجمن عالم گیر تحریک قرآن مجید۔ حیدرآباد۔ دکن کی شائع شدہ ”بچوں کی تفسیر“ ساتھ لے گیا تھا۔ وہاں نمونتا ہر ایک کو دکھائی اور خریدنے پر مجبور کیا۔ وہاں قرآن پاک کے مختلف تراجم پر بحث شروع ہو جاتی ہے۔ باتوں ہی باتوں میں علامہ عبداللہ یوسف علی کے انگریزی ترجمہ کا ذکر شروع ہوا۔ میں نے اس کی کافی تعریف کی ، اور اپنا فیصلہ دیا کہ مکمل ہو جانے پر بلا شک و شبہ یہ بہترین ترجمہ ہوگا۔

جس طرح اردو میں مولانا ابوالکلام آزاد کا ”ترجمہ القرآن“
 مکرمی عمومی صاحب نے فرمایا، ہاں یہ ترجمہ فی الواقع
 بے نظیر ہے۔ ہر گھر میں اس کا ہونا اشد ضروری
 ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کے متن میں
 بے شمار غلطیاں ہیں۔ شاید دوسرے ایڈیشن میں
 یہ شکایت رفع کر دی جائے۔

مندرجہ بالا خواب اور اس کی مختصر تعبیر پر
 غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ”محتب“ کا فعل بالکل واضح
 ہے۔ کسی طرح بالکل مختلف قسم کے خیالات ایک
 مسلسل خواب میں موجود ہیں۔ وقت بھی ایک ہی
 ہے اور مقام بھی ایک ہی ہے۔ حالانکہ یہ خواب
 تین مختلف خیالات پر مبنی ہے جو مختلف ادقات
 میں مختلف مقامات پر ظہور پذیر ہوئے۔ خواب کے
 آخری جزو میں دیکھے کہ ایک ہی کتاب کے دو
 مختلف پہلو ہیں۔ بالغ آدمیوں کے خواب میں یہ
 فعل سوائے چند ایک کے ضروری موجود ہوگا۔
 گویا خواب کی بناؤٹ میں یہ نہایت ہی ضروری

حصہ لیتا ہے۔

ب۔ تبدیل۔ بعض خیالات جو خواب میں بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں، بعض اوقات تعبیر میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ برعکس اس کے ایسے خیالات جو خواب میں بالکل معمولی ہوتے ہیں ممکن ہے کہ وہ تعبیر میں نہایت ہی ضروری حصہ لیں۔ فراڈ کی اس مریفہ کے خواب میں عجلت کے خیالات اصل خواب میں بالکل معمولی معلوم ہوتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ خواب کی تعبیر ہی انہیں کے متعلق ہے۔ اسی طرح اس عورت کے خواب میں جو اپنے اکلوتے بچے کو صندوق میں مرا ہوا دیکھتی ہے۔ ”صندوق“ کا خیال بہ ظاہر اتنی اہمیت نہیں رکھتا، لیکن تعبیر سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لفظ نہایت ہی ضروری حصہ لیتا ہے۔

ج۔ ”مناظریت“۔ اصل خواب کے خیالات اس طرح آپس میں مربوط ہوتے ہیں گویا وہ کسی دل چسپ کہانی کو بیان کر رہے ہیں۔ یا وہ کسی ڈرامے کے کسی ایک منظر کو ظاہر کر رہے ہیں۔ خیالات اکثر مختلف اشکال میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس دل فریب منظر کو تحریر میں صحیح صحیح کسی طرح نہیں لایا جاسکتا۔ مثلاً میرے اپنے خوب صورت گادوں والے خواب میں مکاناتوں کا نقشہ الفاظ میں نہیں کھینچا جاسکتا۔ نیز وہ کسی طرح ایک دل چسپ اور مسلسل کہانی معلوم ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر خواب میں یہ فعل موجود ہو، بلکہ اکثر اوقات ان میں اصل خواب کے خیالات تعبیر میں یہ دستور قائم رہتے ہیں۔

’علامات مخصوصہ‘

اس بناوٹ کی طرف فراڈ اور اس کے پردوں نے

تعبیر میں خاص توجہ دسی ہے۔ فرآڈ کے خیال کے مطابق صنفی جبلت کے علاوہ کوئی اور جبلت اتنی متمتع نہیں ہوتی۔ بے شعوری میں صرف یہی ایک جبلت ایسی ہے جو متمتع ہونے کی سب سے زیادہ خصوصیت رکھتی ہے۔ بالغ آدمیوں کے خواب زیادہ تر متمتع صنفی خواہش سے تعلق رکھتے ہیں، اور صنفیت کے مخصوص رموز رکھتے ہیں۔ ان رموز یا مخصوص علامات سے یہ ایک حد تک ممکن ہے کہ خواب کی تعبیر بقبر خواب دیکھنے والے کی مدد کے کی جاسکے، کیوں کہ بے شعوری میں ایسی علامات موجود ہوتی ہیں جو بعض خاص خاص اشیا کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان کی تعداد کوئی اتنی زیادہ نہیں۔ انسانی جسم، والدین، بچے، بہن بھائی، پیدائش، موت، برہنگی اور ایک چیز اور —

انسانی جسم کی مخصوص علامات جو اکثر ظاہر ہوتی رہتی ہیں گھر یا مکان ہے۔ بہت سے اشخاص اکثر خواب میں

مکان سے نیچے گرتے دیکھتے ہیں۔ بعض اوقات خوشی کے احساس سے اور بعض اوقات خوف کے احساس سے۔ جب مکان کی دیواریں بالکل صاف ہوں تو اس کا مطلب مرد ہے، اور جب جھجے اور کھڑکیاں وغیرہ بھی موجود ہوں تو اس کا مطلب عورت ہے۔ والدین خواب میں بادشاہ اور ملکہ یا کسی اور معتبر ہستی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بچے اور بہن بھائی کے لیے چھوٹے چھوٹے جانور مخصوص ہیں۔ پیدائش بلاشک و شبہ پانی سے ظاہر ہوتی ہے۔ یا ہم پانی میں چھلانگیں مارتے ہوتے ہیں یا غوطہ زنی کرتے ہیں یا یا ہر شکل رہے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ہم کسی کو ڈوبنے سے بچا رہے ہوتے ہیں۔ یا کسی اور سے

ہم بچائے جاتے ہیں۔ اس صورت میں بچے اور اس کی ماں کا باہمی رشتہ واضح ہوتا ہے۔ مرنے کی علامت سفر ہے۔ ریل گاڑی کا یا پیدل، کپڑے اور وردی، برہنگی کو نظر آہر کرتے ہیں۔۔۔۔۔ خوابوں میں سب سے زیادہ علامات صنفیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کے لیے مخصوص علامات کافی تعداد میں موجود ہیں۔ مرد کے اعضاء مخصوص مختلف علامات اور مختلف طریقے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے تین کا مقدس عدد ان کے لیے مخصوص ہے۔ دونوں صنفوں کے لیے سب سے زیادہ ضروری اور دل چسپ عضو مرد کا عضو تناسل ہے جو خواب میں ان اشیا سے ظاہر ہوتا ہے جو شکل و شباهت اور افعال میں اس سے ملتی جلتی ہوتی ہیں۔ طویل اور سیدھی اشیا

جیسے چھڑی ، چھاتہ ، درخت ، پول اور اسی طرح کی اور چیزیں ۔ تکلیف دہ اور جسم کو زخمی کرنے والی چیزیں ، جیسے نوک دار آلات ، چاقو ، خنجر ، نیزہ ، بندوق ، پستول اور ریوالبورڈ وغیرہ ۔ کیوں کہ یہ تمام اشیا افعال اور شکل و شبہات میں عضو مخصوص سے ملتی جلتی ہیں ۔ نوجوان عورتوں میں قلق پیدا کرنے والے خواب ، جن میں مسلح آدمی ان کا تعاقب کرتے ہیں ، بہت ضروری حصہ لیتے ہیں ۔ عورتوں میں غالباً اس قسم کے خواب سب سے زیادہ تعداد میں آتے ہیں ۔ عضو مخصوص کے لیے ایسی اشیا جن سے پانی بہہ کر نکلے ، مثلاً نل ، پانی کے حوض یا چشمے ، یا ادبھی پنہی ہونے والی اشیا ، مثلاً لٹکانے والے لیمپ ، یا چھوٹی بڑی ہونے والی پنسلیں ،

قلم ، قلمدان ، ناخن تراش ، ہتھوڑے ، اور اسی قسم کے اور آلات مقرر ہیں۔ ہوائی جہاز بھی اس کا ایک نشان ہے۔ بعض اوقات خواب دیکھنے والا ہوا میں اڑتا نظر آتا ہے۔ اگر عورتیں اس قسم کا خواب دیکھیں، تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ مرد بننے کی خواہشمند ہیں۔

”انسانی صنفی علامات جو سمجھ میں کم آتی ہیں پھولیاں اور سانپ وغیرہ ہیں۔ اسی طرح ہیٹ اور چغے بھی۔ یہ بات ابھی پایہ تصدیق کو نہیں پہنچی کہ آیا اور چیزیں، مثلاً ہاتھ، پاؤں فی الواقع مرد کے عضو تناسل کو ظاہر کرتے ہیں۔“

عورتوں کے اعضاء تناسل کی تعداد نسبتاً کم ہے۔ ان کا عضو مخصوص ایسی اشیا سے ظاہر ہوتا ہے جن میں خلا پایا جائے، جیسے گڑھے، غار، سوراخ، بوتلیں، جار، مختلف اقسام کے صندوق،

الٹا ریاں، جیب وغیرہ۔ جہاز بھی اسی تحت میں آتے ہیں۔ بعض علامات صرف رحم کے لیے مخصوص ہیں، جیسے کمرے، سٹوڈ، علاوہ ازیں مختلف اقسام کی ٹھوس اشیا، جیسے لکڑی، کاغذ اور ان سے بنی ہوئی اشیا، جیسے میز اور کتاب، دروازہ اور کھڑکی مبدع مہیبل کے سوراخ کی علامات ہیں۔ منہ بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ گرجے، مندر، سنگارکس، جواہرات، خزانے، مٹھائیاں بھی عورت کو ظاہر کرتے ہیں۔ پستان بھی صنفی عضو کے تحت آتے ہیں۔ ان کے لیے مختلف اقسام کے پھل جیسے سیب، ناشپاتی وغیرہ مقرر ہیں۔ دونوں صنفوں میں موئے زحار، جنگلات، جھاڑیاں اور گھاس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ پہاڑی منظر بھی اس علامت میں شامل ہے۔ مختلف قسموں کی حرکات صنفی فعل کے لیے مقرر ہیں۔ لہو و لعب اور پیا نوپر کھیلنا اپنے عضو مخصوص سے کھیلنے سے جو سرور حاصل ہوتا ہے اس کی علامات ہیں۔ جلق کی عادت کسی درخت کی شاخ کھینچنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ دانت

کھانا یا دانت کا کھلنا جلق کی منشا ہے۔ مباشرت کے لیے گھوڑے کی سواری، ناچ، درختوں پر چڑھنا اور کسی چیز کے نیچے دب جانے کی علامات ہیں۔ ان میں چند دست کاری کے پیشے یا کسی ہتھیار سے دھمکائے جانا بھی داخل ہے۔ چند ایک علامات ایسی ہیں جو دونوں جنسوں کے لیے مقرر ہیں، مثلاً چھوٹے بچے (بچی)۔

مندرجہ بالا علامات فراڈ اور اس کے پیروں مثلاً ڈاکٹر برل (پروفیسر گو لمبیا یونیورسٹی، امریکہ) اور ڈاکٹر آرنسٹ جونز (صدر مجلس بین الاقوامی تخلیل نفس - لندن) وغیرہ وغیرہ کے مقرر شدہ ہیں۔ لیکن ان سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ تمام حالتوں میں ایسی علامات کی تعبیر صنفیت ہے۔ فراڈ کے خیال کے مطابق اگر خواب میں سانپ دکھائی دے تو یہ "سدا" انسانی عضو مخصوص کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ہو سکتا، ممکن ہے کہ اس نے اس دن

سانپ کو دیکھا ہو۔ اس لیے بغیر غور کے ان علامات سے نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں۔ "اُتلافِ اختیاری" کا طریقہ استعمال کرنا لازمی ہے۔ یا کم از کم خواب دیکھنے والے سے ان کے متعلق سوال کرنا ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ کسی خاص تجربے کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ قرآڈ بھی اپنی تصنیف "تعبیر خواب" میں اس اصول پر قائم نہیں رہا۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ قرآڈ نے مستنح طفلی صنفیت پر کافی سے زیادہ زور دیا ہے۔ اس کے ہر کام میں صنفی جبلت موجود ہے۔ یہ نظریہ کہاں تک درست ہے؟ قارئین خود اس کی جانچ کر سکتے ہیں کہ یہ نظریہ کس حد تک قبول کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے شہر میں

لے ملاحظہ ہو ڈاکٹر روز کی "نزاع اور خواب" (Conflict & Dream) سانپ کسی صورت میں صنفی علامت نہیں ہو سکتا۔ لیکن میرے خیال میں ڈاکٹر روز کے دلائل اس بارے میں اتنے مستحکم نہیں۔

فراڈ کے ہم وطن ایک رومن کیتھولک پادری ہیں، جن سے میں فرانسیسی پڑھا کرتا تھا۔ یہ فراڈنگی تعلیمات کے سخت مخالف معلوم ہوتے ہیں۔ ایک دن باتوں ہی باتوں میں میں نے فراڈ کے نظریہ خواب کا ذکر کیا۔ کہنے لگے: "کیا آپ یقین کر سکتے ہیں کہ تمام پیغمبروں، دلیوں اور صالحین کے خواب جیسا یہ عنصر موجود ہوتا ہے؟ کیا اس درجے پر پہنچ کر بھی انہیں صنفیت کا خیال رہتا ہے؟ یا ان کے روزمرہ کے واقعات اور تجارب میں صنفیت پنہاں ہوتی ہے؟" - تاہم کچھ بھی خیال کریں، لیکن میرے خیال میں ہم بعض اوقات فراڈ کے نظریے سے متفق نہ ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ میں نے چند دن گزرے کہ خواب میں چھڑتا ہاتھ میں لے کر ہنر کے کنارے سیر کرتے دیکھا۔ فراڈ کے نظریے کے مطابق یہ عضو مخصوص سے کھیلنے کی علامت ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس سے تقریباً ایک ماہ قبل میں نے ایک مدرس کو ایک نہایت ہی خوب صورت

چھڑی بنوانے کے لیے کہا، لیکن اس نے کافی دیر
 کر دی۔ میں بڑھی بے صبری سے اس کا منتظر تھا۔
 اکثر اسے کہتا رہتا، اور وہ عذر و معذرت کرتا رہتا
 خواب والے دن شام کے وقت مجھے چھڑی ملی
 جو میری حسب خواہش تھی۔ کافی دیر تک میں اس
 چھڑی کو ہاتھ میں لیے سیر کرتا رہا۔ اب آپ کو یہ حقیقت
 حاصل ہے کہ خواہ اس خواب کو شام کے واقعہ کا
 رد عمل خیال کریں، خواہ نظریہ قراڈ کے مطابق
 اس کی تعبیر کریں۔

قراڈ نے خوش قسمتی سے اپنی بندگی تعینفات
 میں اپنے اس نظریے کو قدر سے تبدیل کر دیا ہے۔
 قراڈ کے پیروں میں کسی ایک خاص اصول پر کاروبار بند
 نہیں رہتا۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر اے۔ اے۔ برل کی
 ایک مریضہ کا خواب درج کرتا ہوں۔ صاحب موصوف
 جو امریکہ کے مشہور ماہر ہیں، اپنے تخلیل نفس میں

یہ خواب تحریر کرتے ہیں :-

ایک نوجوان عورت بیان کرتی ہے :-
 ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی
 غیر معروف گاؤں میں تھی ، اور میں اپنے
 گھر جو لکونو (Liconow) یا لکونور بے
 (Liconor Bay) میں واقع ہے ، پہنچنے کے لیے
 بہت بے تاب تھی ، لیکن وہاں نہ پہنچ سکی ۔
 جوہنی میں حرکت کرتی میرے راستے میں دیوار
 حایل ہو جاتی ۔ گویا وہ گلی دیواروں سے ہی
 بھری ہوئی تھی ۔ میری ٹانگیں پتھر جیسی
 بھاری تھیں ۔ میں صرف بہت آہستہ آہستہ
 چل سکتی تھی ، گویا میں بہت نحیف اور
 ضعیف العمر تھی ۔ پھر وہاں بہت سے
 چوزے دکھائی دیے ، لیکن یہ منظر شہر کی
 آباد گلی میں تھا ۔ وہ چوزے میرے
 پیچھے دوڑے ، اور ان سب میں سے
 بڑا چوزہ مجھ سے کچھ اس طرح سے مخاطب

ہوا: ”میرے ساتھ تاریکی میں چلو!“
 جب مریضہ کو اپنے خیالات ”چوزوں“ پر ارتکاز کرنے
 کے لیے کہا گیا تو اس نے مطلع کیا:۔

”میں صرف سب سے بڑے چوزے کو
 اچھی طرح دیکھ سکی، باقی تمام صاف
 دکھائی نہیں دیتے تھے۔ یہ غیر معمولی
 طور پر بڑا تھا، اس کی گردن بہت لمبی
 تھی، اور اسی نے مجھ سے بات کی.....
 نکلی ڈہی ہے، جہاں میں مدرسہ جایا
 کرتی تھی“.....

پھر چنانک اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور قہقہہ مار کر
 ہنسی لگتی:۔

”میرا مخالف صنف میں ایک رفیق تھا۔
 ہم مدرسے کے اوقات کے بعد ملا کرتے
 تھے، اور اکٹھے ہی گھر آتے تھے۔ وہ بڑا
 دُبلّا پتلا تھا۔ اڑکیاں اس کے متعلق
 مجھے تنگ کیا کرتی تھیں۔ جب بھی اسے

آتا دیکھتیں، مجھے کہتیں، اچھی! وہ ہے
تمہارا چوزہ۔ لڑکوں میں وہ اس نام
سے مشہور تھا۔

عورت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب مدرسے کے دن
گذر گئے نوجوان نے تین دفعہ اسے پسند کیا،
دشادی کا خواستگار ہوا، لیکن وہ لیت لعل
کرتی رہی۔ خواب کے زمانے کے دوران میں
وہ امید کرتی تھی کہ پھر درخواست کی جائے گی۔
حالانکہ وہ شخص کسی اور عورت کی طرف مایل
معلوم ہوتا تھا۔ عورت کا انکار اس کی قلیل آمدنی
کی وجہ سے تھا، کیوں کہ وہ غریب تھا، اور یہ
کافی مال دار بن چکی تھی۔

برل نے اس کی تعبیر یوں کی ہے: بڑا چوزہ
مشرقت ہے۔ جب وہ کہتا ہے "میرے ساتھ
تاریخی میں چلو" تو یہ نئی درخواست کی خواہش ہے
کیوں کہ "تاریخی" سے مراد ہے، اندھیرا۔ "شادی"
راز وغیرہ..... یہ کسی بیابان میں ہے،

اور اپنے گھر کو نور بے جانے کے لیے بے تاب ہے۔ یعنی وہ شادی کرنے کی از حد خواہشمند ہے۔ لیکن یہ وہاں نہیں پہنچ سکتی۔ راستے میں دیوار حائل ہے، اور گلی دیواروں سے بھر پور ہے۔ (دیواروں والی گلی مالی حالت کا خراب ہونا)۔

یہ تعبیر عورت کے تلامذہ اختیاری سے کی گئی ہے۔ مثلاً تاریکی، اندھیرا، شادی، راز وغیرہ وابستہ تھے۔ اس عورت میں جو عصبی مرض کی علامات بھی موجود تھیں، تعبیر خواب سے بالکل مفقود ہو گئیں۔ میرے خیال میں یہ تعبیر قبول کیے جانے کے بالکل قابل ہے۔ اسی خواب پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ فراڈ کے مقررہ اصولوں پر اس کی تعبیر نہیں کی گئی۔ ممتنع خواہش کی جڑ صنفیت میں ضرور ہے۔ لیکن بچپن کے مجموعے میں نہیں۔ مجموعہ سن بلوغ سے تعلق رکھتا ہے۔ نیز یہ خواہش بھی بے شعور نہیں، گو ایک حد تک ممتنع ضرور ہے۔ خواہشات اور خیالات، جن کا اظہار خواب میں

کیا گیا ہے برل کے مطابق :-

”وہ خیالات ہیں جو گذشتہ مہینوں میں
خواب دیکھنے والے کے ذہن میں تلاطم برپا
کر رہے تھے۔ اور جن کو — جیسے کہ وہ
خود مانتی ہے — وہ بالکل فراموش
کرنے میں کوشاں تھی۔“

فراڈ کے اصول یعنی ”ممتنع طفلی صنفیت“ سے خاطر خواہ
فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔

فراڈ کا تمام خوابوں کے متعلق یہ فیصلہ ہے کہ
یہ سب نیند کے محافظ ہوتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ
خواب بالعموم بیدار کرنے والے مہیج سے ہمیں محفوظ
رکھتا ہے۔ لیکن بعض اوقات اس کا عمل بے کار
ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ کبھی کبھی خواب ہمیں بیدار بھی
کر دیتے ہیں۔ جیسے خوف دہراس کے خواب۔ اسی
سبب سے فراڈ کا یہ اصول عام نہیں قرار دیا جاسکتا۔
گوئی زیادہ تر یہ امر واقع ہے۔ فراڈ کی مقرر شدہ
صنفی علامت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ سب علامات

جہلی ہیں ، اور قوموں کی جہلی خاصیت میں ، قرآڈ خود ان کے متعلق یہ کہتا ہے کہ یہ ”قومی وراثت“ ہیں ۔ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ بعض علامات اکثر صنفی نہیں ہوتیں ۔ اگر یہ علامات جہلی ہوتیں تو ان کا تعلق اس زمانے سے ہوتا جب ہم عالی شان مکانات کی بجائے غاروں میں رہا کرتے تھے ، اور درندوں کی طرح زندگی بسر کیا کرتے تھے ۔ پھر ہم کس طرح مان سکتے ہیں کہ چھتری ، مکان ، سنگار بکس ، میز ، صندوق ، گرجہ ، خنجر وغیرہ ”قومی وراثت“ ہیں ، اور اس لیے صنفی علامات ہیں ؟ ”یہ شعوری“ نے بعد میں آکر کیوں یہ علامات مقرر کر دیں ؟ یا کس طرح یہ جہلی ہو گئیں ؟ قرآڈ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ۔ یہ بات بھی قابل اعتبار نہیں کہ خواب کے متعلق تلامذہ اختیاری آخر کار صنفیت کی طرف لے جاتے ہیں ۔ اگر یہ اس طرف لے بھی جائیں تو یہ تعبیر کرنے والے کے اثر کی وجہ سے ہے ۔

اس بحث سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ

فراڈ کا نظریہ بعض حالات میں بالکل درست ہوتا ہے۔ خصوصاً عصبی مریضوں کے خوابوں میں۔ لیکن بعض اوقات یہ ایسا نہیں ہوتا۔ ہم تمام کے تمام خواب اس قانون سے کبھی بھی تعبیر نہیں کر سکتے۔

میں نے اپنے دوستوں اور مریضوں کے خوابوں میں چند علامات ایسی دیکھی ہیں جن کو صنفی علامات کی تحت میں لایا جاسکتا ہے۔ یہ کافی تجربات کی بنا پر نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔ علامات مندرجہ ذیل ہیں:۔

میا شرت : چار پائی پر کسی کے ساتھ

نیپٹے ہوئے دیکھنا۔ یا کپڑا

اڈھ کر سونا، یا کشتی لڑنا۔

مرد کا عضو مخصوص : مولی، گاجر وغیرہ۔

ستون اور بخاروں کے

تمام آلات۔

عورت کا عضو مخصوص : پگڑی، بوٹ،

چائے کی پیالیاں وغیرہ۔

پیدائش : سورج، چاند۔

موت : گڑھا کھو دنا ۔ مکان کی دیوار
 گرتے دیکھنا ، ڈاکوؤں کا مکان کو
 لوٹتے دیکھنا ، پالکی پر کسی کو
 سوار دیکھنا ۔

خواب اور ان کی تعبیر

خواب کی تعبیر مندرجہ ذیل اقسام کی ہو سکتی ہے :-
 ۱۔ مستقبل کے واقعہ سے آگاہ کرنا، یا
 کسی ایسے حال کے واقعہ سے مطلع
 ہونا جس کی جائے وقوع کوئی اور
 جگہ ہو۔ دوسری صورت میں ہم
 کہہ سکتے ہیں کہ ”دماغیت“ (Mentalism)
 کے قانون کے مطابق دو نفس آپس میں
 اتنے مربوط ہو جاتے ہیں کہ ایک نفس کے

احساس اور جذبات کا اثر دوسرے نفس پر پڑنا ممکن ہے۔ یہ اثر کس طرح پڑتا ہے؟ اس کا جواب دینے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ یہ بات اب پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اثر پڑتا ضرور ہے۔ خواب میں بھی ایسے واقعات کا علم ہو جانا ممکن ہے جن کا اثر ایک دوسرے کے نفس پر پڑے۔ مگر عمومی صاحب فرماتے ہیں :-

”کافی مدت گزری ہے میں نے

۱۷۔ ان اقسام کے سوالات سے دل چسپی لینے والے حضرات کو ”ڈکٹر سکنو“ کی ہنایت ہی دل چسپ تصنیف ”قانون دماغیت“ (The Law of Mentalism) (American Institute of Mentalism) کی سفارش کی جاتی ہے۔

خواب میں دیکھا کہ ڈاکو ہمارا
گھر لوٹ رہے ہیں۔ تیسرے
دن خبر ملی کہ بھائی صاحب
(یعنی میرے والد محترم)
وفات پا گئے ہیں۔“

مخموص علامت سے بھی اس کی تشریح
کی جا سکتی ہے (ڈاکوؤں کا مکان کو
لوٹنا = موت) اور ذماغیت کے
قانون سے بھی، کیوں کہ یہ ممکن نہیں کہ
باہمی تعلقات کی بنا پر جذبات ظاہر
نہ ہوں۔ باہمی تعلق جتنا زیادہ گہرا ہو
اتنا ہی ایک نفس دوسرے سے متاثر
ہو سکنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ مجھے بھی
چند ایک واقعات ایسے یاد ہیں
جن سے اس اثر کا بہ خوبی پتا چل سکتا
ہے۔ چند سال گزرے ہیں میں
کسی گاؤں میں گیا ہوا تھا۔ دوسری

صبح نہایت آرام سے گذر گئی۔ حسب خواہش رفیق ملنے سے میرا دل بہت خوش تھا۔ لیکن اسی دن شام کو اچانک میری طبیعت سخت خراب ہو گئی۔ خوشی اور بشارت بالکل کا فور ہو گئی۔ کھانا پینا تو کچھ، کسی سے بات کرنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی شدید صدمہ کی وجہ سے میرا دل سخت مجروح ہو گیا ہے۔ میزبان بھی مجھ میں یہ فوری تغیر دیکھ کر سراسیمہ تھا، لیکن جلد ہی اس سر بستہ راز کا علم ہو گیا۔ اس واقعہ کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد ایک آدمی آیا، جس نے اطلاع دی کہ میری چھوٹی ہمشیرہ طاعون میں مبتلا ہو کر دم توڑ رہی ہے، اور صرف چند گھنٹیوں کی مہمان ہے۔ ایک

گھنٹہ بعد میں وہاں پہنچ گیا۔ میرے
 وہاں پہنچنے کے صرف چند منٹ بعد
 میری دُنیا میں سب سے زیادہ
 عزیز ہستی کی روح صرف چند ہی
 گھنٹے بیمار رہ کر عالم فردوس کو
 سدھار گئی۔ اس واقعہ سے جو
 غائبانہ اثر مجھ پر پڑا کچھ تعجب کی
 بات نہیں۔ یہ محض اتفاق نہیں۔
 مجھے ایسے کئی واقعات کا ذاتی تجربہ
 ہے۔ نتیجتاً اگر حالت بیداری میں
 اس کا اثر پڑ سکتا ہے تو خواب میں
 ایسے واقعات سے متاثر ہونا کونسے
 اچھے کی بات ہے؟

ب۔ خواب بعض اوقات کسی خارجی
 مہیج کے رد عمل ہوتے ہیں۔ جیسے
 مارے کے دل چپ تجربات۔

ج۔ خواب کا مطلب الفاظ کی بناوٹ سے

معلوم کیا جاتا ہے۔

د - تعبیر تاریخی ہوتی ہے۔ یعنی حافظہ کی مدد سے گزشتہ واقعات کے علم کی بنا پر تعبیر کی جاتی ہے۔ گزشتہ باب میں ایسے خواب درج کئے جا چکے ہیں۔ اور

۷ - مخصوص علامات سے اب اس تعبیر کو مختلف مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے :-

(۱) ہیٹ مرد کے عضو تناسل کی علامت۔
: فراڈ کی ایک نوجوان مرثیہ :-

”میں بہار کے دنوں میں ایک کوچہ سے گزر رہی ہوں، ایک عجیب قسم کا تیلیوں کا ہیٹ میرے سر پر ہے۔ اس کے درمیانی حصہ کا ابھارا اوپر کی طرف ہے، اور دونوں طرفوں کے حصے نیچے کو لٹکے ہوئے ہیں، اور

ایک حصہ دوسرے سے زیادہ لمبا ہے۔
میں ہشاش بشاش ہوں۔ جب میں چند
افسروں کے مجمع سے گذرتی ہوں میں

اپنے آپ سے کہتی ہوں: لہ
”تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔“

فراڈ نے اس کی تعبیر یہ کی :-

ہیٹ، فی الواقع مرد کا عضو مخصوص ہے۔ یعنی
ہیٹ کا درمیانی ابھار والا حصہ اور لٹکے ہوئے
دو حصے اس کی علامت ہیں، اور چونکہ وہ اپنے
خاوند سے ہر طرح مطمئن تھی اس لیے افسروں کا
اسے کچھ خوف نہیں ہوا۔ یعنی اس کی کوئی خواہش
ان سے وابستہ نہ تھی۔ تعبیر سن کر عورت کچھ
عرصہ تک خاموش رہی، اور پھر قدرے جھجک کر
کہنے لگی کہ اس کے خاوند کا ایک بیضہ دوسرے
سے زیادہ لٹکا ہوا ہے۔ فراڈ سے اس نے

یہ بھی پوچھا کہ کیا تمام مردوں میں یہی بات پائی جاتی ہے؟ - اس کے اس خیال سے دونوں اطراف کے لٹکے ہوئے حصے ہیں۔

۲۔ چارلس باڈون کی ایک مریضہ کا خواب جو اس مضمون کے گذشتہ باب میں درج کیا جا چکا

ہے

تعبیر: اختلاف اختیاری سے معلوم ہوا کہ صدر مریضہ کے اس طیب کو ظاہر کرتا ہے جو اس کے زمانہ حمل کے دوران میں علاج معالجہ کی غرض سے آیا جایا کرتا تھا۔ وہ نصیحت جو خواب کے اخیر میں صدر نے مریضہ کو کی اس علامت سے یہ خوبی واضح ہو جاتی ہے۔ بعینہ اجنبی سے مراد آنے والا بچہ ہے۔ جس طرح ہنگری یا اٹلی سے سوئزر لینڈ آنے والے کے لیے سرحد سے گذرنا پڑتا ہے اسی طرح بچے کو پہلے پہل اس دنیا میں آنے کے لیے سرحد عبور کرنی پڑتی ہے۔ خواب میں اجنبی سرحد سے آیا ہے۔ یعنی بچہ دنیا میں وارد

دارو ہوا ہے)۔ زخم اور خنجر و روزه کی علامت
ہیں۔ خون بہنا، خون نفاض کی علامت ہے،
جس سے وہ بہت ڈرا کرتی تھی۔ عجیب قسم کی
تبدیلی سے زخم باپ پر منقل ہو گیا ہے، اور عورت
کی بجائے اس کا خاوند چار پائی پر پڑ گیا ہے۔ صدر
یعنی طبیب اسے آنے والے خطرہ کے متعلق ہدایات
دینا ہے۔ مختصراً نوجوان عورت پیدائش کی تکالیف
سے بہت خائف رہا کرتی تھی۔ وہ تباہی اور
بربادی کی منتظر تھی۔ اس کا خوف درست نکلا۔
متوقع بچہ طبیب کے پہنچنے سے پہلے ہی آ گیا، اور
ماں کا خون کافی مقدار میں بہ گیا۔

۳۔ اب میں اپنے ایک دوست کے خواب کی
تفسیر کرتا ہوں :-

میرے ایک نوجوان دوست (مسٹر زندانی)
بیان کرتے ہیں :-

”میں ایک نل کے قریب قریب برہنا
کھڑا ہوں۔ صرن پانچا مہ پہنے ہوئے ہوں۔

ایک نوجوان عورت بھی وہاں موجود ہے جو اپنا گھڑا پانی سے بھرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔ وہ مجھ سے کہتی ہے کہ پانی نہیں نکلتا۔ میں فی الفور اٹل کے نیچے کی ٹوٹی گھول کر اپنے ہاتھ دھووتا ہوں..... پھر وہ مجھ سے اپنا گھڑا اٹھوانے کے لیے کہتی ہے۔ پہلے میں ارادہ کرتا ہوں کہ گھڑا اس کے سر پر رکھ دوں۔ اب قریب ہے کہ میرا جسم اس سے چھو جائے۔ لیکن میں رُک جاتا ہوں، مگر وہ خود ہی میرے قریب آجاتی ہے، اور اس کا جسم مجھ سے چھو جاتا ہے۔ میں اسے متنبہ کرتا ہوں کہ ایسا نہ کر، مبادا ہمیں کوئی ایسی حالت میں دیکھ لے۔“

میرے دوست خواب کے متعلق کوئی اطلاع نہیں دیتے، اس لیے ان واقعات اور علامات کی

مدد سے میں نے خواب کی تعبیر یہ کی :-
 سب سے پہلے علامات ملاحظہ ہوں :- ”برہنگی“
 یہ بے شرمی کا مخصوص نشان ہے۔ ”پاجامہ“ سے
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے دوست بہت زیادہ
 بے شرم نہیں، بلکہ صرف معمولی۔ نل“ سے مراد
 عضو تناسل ہے۔ ”نوجوان عورت اپنا گھڑا
 پانی سے بھرنے کی کوشش کرتی ہے“ وہ اپنی
 صنفی خواہش پوری کرنا چاہتی ہے۔ لیکن چند حالات
 کی وجہ سے وہ اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتی۔
 (گھڑا = رحم = عورت کا عضو مخصوص۔ پانی سے
 گھڑا بھرنا = انزال = مباشرت = صنفی خواہشات
 پوری کرنا)۔

”وہ مجھ سے کہتی ہے کہ.....“ یعنی ہماری
 خواہشات پوری ہوتی نظر نہیں آتیں۔ یا تو نل
 پانی ہی دیتے کے ناقابل ہے، یا کسی وجہ سے
 پانی نہیں نکلتا۔ لیکن خواب دیکھنے والا دوسری
 ٹوٹی (ٹوٹی بمعنی تجویز) کو کھول کر اپنے ”ہاتھ

دھوتا ہے۔ اور اسے صنفی خواہش پوری کرنے کی ایک اور تجویز بتاتا ہے۔ وہ اسے کہتا ہے کہ صرف ایسا کرنے ہی سے تم اپنی خواہشات پوری کر سکتی ہو۔ جس طریقے سے تم پانی (خواہشات پوری کرنا) لینے کی خواہشمند ہو یہ طریقہ موزوں نہیں۔ اس طرح سے تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں۔

”گھڑا اٹھوانے..... وہ اسے جواب دیتی ہے کہ اگر تمہارے خیال میں ایسی تدابیر مفید ہو سکتی ہیں تو تم میری مدد کیوں نہیں کرتے چلو مل کر یہ طریقہ اختیار کریں۔ میں اکیلی اس تجویز کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتی۔ (گھڑا بھاری ہونے کے سبب مدد کی ضرورت ہے۔) تمہیں میری مدد کرنا لازم ہے۔ (گھڑا = مہبل یا رحم + پانی = مباشرت۔) وہ ارادہ کرتا ہے کہ اس کی مدد کرے، اور اپنی بتائی ہوئی تجاویز پر مل کر عمل کرے، لیکن جب ”قریب ہے کہ اس کا جسم اس سے چھو جائے وہ رُک جاتا ہے“ وہ عورت کی

خواہش کے مطابق اس کی مدد کرنے کا ارادہ کرتا ہے ، لیکن فوراً ہی اسے خیال آتا ہے کہ ایسا کرنا مناسب نہیں ۔ (غیر عورت کے جسم کو چھونا کہاں کی عقل مندی ہے ؟) ۔ یہ میری بے عزتی کا باعث ہے ۔ اگر کسی نے دیکھ لیا تو غضب ہی ہو جائے گا ۔ وہ رُک جاتا ہے ، اور مدد دینے سے انکار کر دیتا ہے ۔ عورت بہت ہی بے تاب ہے ۔ وہ خود ہی اس کے قریب آجاتی ہے ۔ کیوں کہ عورت اسے دل سے پہنچتی ہے ۔ وہ چاہتی ہے کہ جس طرح بھی ، خواہ ہماری بے حرمتی کا باعث ہی کیوں نہ ہو ، ہم اپنی خواہشات پوری کر لیں ، اور اپنے ارمان نکال لیں کہ حسرت باقی نہ رہے ۔ لیکن خواب دیکھنے والا پھر اسے متنبہ کرتا ہے ، اور اسے کہتا ہے ، ذرا اس پر بھی تو غور کرو کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا ؟ میری بتائی ہوئی تجاویز پر عمل کرو ، صرف اس طریقے سے ہم بے عزتی سے بچ سکتے ہیں ۔

خواب میرے دوست کے حال کے ایک واقعہ کا انکشاف کرتا ہے۔ ایک نوجوان عورت ایسے اپنا دل دے چکی تھی۔ یہ بھی اسے چاہتے تھے۔ لیکن ان کی محبت عورت کی محبت کے درجے تک نہیں پہنچی تھی۔ عورت اپنی صنفی خواہشات پوری کرنے کی از حد خواہش مند تھی، اور وہ ہر ممکن سے ممکن طریقہ استعمال کرنے کو بالکل تیار تھی۔ میرے دوست کو ناجائز محبت میں مبتلا تھے (کیوں کہ عورت شادی شدہ تھی) لیکن وہ اس کی خواہشات کے سبب اپنی بے عزتی کروانے کو ہرگز تیار نہ تھے۔ اس لیے وہ اپنا پیچھا چھڑانے کی خفیہ سی کوشش بھی کرتے تھے۔ باوجود اس بے رخی کے وہ اپنی کوشش میں برابر مشغول رہیں۔ وہ اپنی تجاویز کے مطابق عمل کرنا چاہتی تھی۔ جب ان کو پتہ چلا کہ وہ ان کی محبت میں گرفتار ہے اور کسی نہ کسی دن ان کے پاس ضرر پہنچ سکتا ہے انھوں نے اسے سمجھایا کہ اتنی عجلت مناسب نہیں۔ کام آہستہ آہستہ سے

ہو گا۔ بہتر یہی ہے کہ تم میری بتائی ہوئی تجاویز پر عمل کرو، ورنہ تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ لیکن عورت بھلا کب ماننے والی تھی۔ اس نے اندھا دھند اپنا کام جاری رکھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خود بھی بدنام ہوئی اور اس کو بھی بدنام کیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اسے کامیابی کا منہ دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا۔ اور وہ ہمیشہ کے لیے ان سے جدا ہو گئی۔ آخری بار انہوں نے اسے کہہ دیا کہ یہ ہے نتیجہ میرے کہنے پر عمل نہ کرنے کا۔

خواب میں یہی عورت کام کر رہی ہے اور اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ خواب کی تعبیر

یہ ہے :-
خواب دیکھنے والے کے کسی عورت سے ناجائز تعلقات ہیں، لیکن وہ بے عزتی کے خوف سے خواہشات پوری کرنا پسند نہیں کرتا۔ گو عورت سر توڑ کوشش کرتی ہے۔ آخر کار وہ اسے ہمتی ہے اگر تمہارا رد یہی رہا تو ہم کبھی بھی کامیاب

نہیں ہو سکتے۔ وہ اسے ایک تجویز بتاتا ہے، اور زور دیتا ہے کہ صرف اسی ایک طریقے سے کامیابی ممکن ہے۔ لیکن عورت جو محبت سے اندھی ہو رہی ہے اس کے کہنے کی کچھ پروا نہیں کرتی، بلکہ اسے مجبور کرتی ہے کہ اس کا ساتھ دے۔ وہ پہلے تو رضا مند ہو جاتا ہے، لیکن جلد ہی سنبھل جاتا ہے اور انکار کر دیتا ہے۔ عورت بدستور اپنے کام میں مشغول رہتی ہے، اور اپنی خواہشات پوری کرنے کی از حد خواہش مند ہے۔

خواب دیکھنے والا اس تعبیر سے متفق ہے۔

۴۔ اشخاص مرد کے عضو تناسل کی علامت

اور دادی و جنگل وغیرہ عورت کے اعضاء مخصوص

کی علامت۔ ایک نیچے طبقے کی عورت کا خواب

(د فراڈ)۔

”... پھر کوئی اچانک اندر گھس آیا۔

اور اس نے خوف کے مارنے ایک

سپاہی کو آواز دی اس کا خاوند

سپاہی تھا) لیکن سپاہی دو آدمیوں کے ہمراہ ایک گرجہ کی طرف چلا گیا، جس کے اندر داخل ہونے کے لیے چند سیڑھیاں باہر لگی ہوئی تھیں۔ گرجے کے پیچھے ایک پہاڑی تھی اور اس کے اوپر گھنا جھنگل۔ سپاہی خود اور زرہ وغیرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس کی ڈاڑھی گھنی اور بھورے رنگ کی تھی۔ ان دو آدمیوں کا لباس جو سپاہی کے ہمراہ نہایت خاموشی سے چل رہے تھے، ٹھیلیوں کی مانند تھا جو ان کی کمر پر بندھی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ گرجے سے ایک سڑک اس پہاڑی کی طرف جاتی تھی۔ اس سڑک کے دونوں طرف گھاس اور جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں راستہ جوں جوں پہاڑی کے قریب ہوتا جاتا تھا جھاڑیاں زیادہ گھنی

ہوتی جاتی تھیں۔ اور پہاڑی کی چوٹی پر
 پہنچ کر یہ ایک خاصہ گھنا جنگل بن گیا تھا۔
 علامات اس خواب میں بالکل واضح ہیں۔ مرد کا
 عضو تناسل تین اشخاص سے ظاہر ہوا ہے۔ گرجہ
 سے مراد عورت کا عضو مخصوص ہے۔ گرجے کی
 سیڑھیاں مباشرت کو ظاہر کرتی ہیں۔ پہاڑی سے
 مراد جبل الزہرہ ہے۔ جنگل بھی عورت کے
 عضو مخصوص کی علامت ہے۔ کمر کی تھیلیاں
 اُنٹین ہیں۔ سڑک کے کنارے کی گھاس موئے زہار
 ہیں، جو جبل الزہرہ کی طرف جاتے ہیں۔
 ۵۔ صندوق، مستورات کی علامت۔
 ”خواب دیکھنے والا سفر کرتا ہے، اور
 اس کا اسباب گھاڑی میں لدا ہوا اسٹیشن
 کی طرف جاتا تھا۔ وہاں بہت سے
 صندوق تھے، جو ایک دوسرے کے

اوپر پڑے ہوئے تھے ، اور ان کے
اوپر دو سیاہ رنگ کے بڑے صندوق۔
اس نے کسی سے کہا — ”یہ صرف
اسٹیشن تک ہی جا رہے ہیں۔“

فی الحقیقت یہ شخص کافی اسباب کے
ساتھ سفر کر رہا تھا۔ سیاہ رنگ کے صندوق
دو سیاہ عورتیں تھیں ، جن سے وہ ان
ایام میں دل چسپی لے رہا تھا۔ ان عورتوں
میں سے ایک اس کا ساتھ دینے کا
ارادہ رکھتی تھی۔ لیکن طبیب کے مشورہ
سے اس نے اسی عورت کو باز رکھا۔“

۶۔ پستان کی علامت۔

”خواب دیکھنے والا اپنی ہمیشہ کو
دو سہیلیوں کے ہمراہ جو آپس میں سگی
بہنیں ہیں ، دیکھتا ہے۔ وہ ان سہیلیوں
سے مصافحہ کرنا ہے ، لیکن اپنی ہمیشہ سے
نہیں کرتا۔“

اُمتلافِ اختیاری کے ذریعے اس کے خیالات اس زمانے میں چلے گئے جب وہ اکثر خیال کیا کرتا تھا کہ عورتوں کی چھاتیاں اتنی دیر میں نشوونما کیوں پاتی ہیں۔ خواب میں دو بہنیں پستان کی علامت ہیں جن کے متعلق وہ اکثر سوچا کرتا تھا۔ اگر وہ اس کی بہن کی ملکیت نہ ہوتیں تو وہ یقیناً انھیں ہاتھ لگا لیتا۔

۷۔ علامت موت - (فراڈ)۔

”خواب دیکھنے والا ایک بڑے اونچے لوہے کے پُل سے گذر رہا ہے۔ دو آدمی اس کے ہمراہ ہیں۔ خواب کی حالت میں وہ ان کے نام جانتا تھا۔ لیکن بیدار ہونے پر بھول گیا۔ اچانک اس کے دونوں ساتھی گم ہو جاتے ہیں۔ ان کی بجائے اسے وہاں ایک بھوت دکھائی دیتا ہے۔ اس نے اسے پوچھا

کیا تم تار رساں ہو؟ ہمیں — کیا
گھاڑی بان ہو؟ ”نہیں“ — پھر وہ چلا
جاتا ہے۔ خواب میں اس پر خوف
طاری تھا۔

بیدار ہونے پر اس کا خیال تھا کہ
پیل ٹوٹ گیا تھا، اور وہ ندی میں
گر پڑا تھا۔

۷۔ ایک اور خواب کی تعبیر ملاحظہ ہو، جو چند لحاظ
سے دل چسپ ہے۔

”خواب دیکھنے والے کا چچا سگرٹ
پنی رہا تھا۔ اگرچہ یہ ہفتہ کا دن تھا....
..... ایک عورت خواب دیکھنے والے
کے ساتھ کچھ اس طرح کھیل رہی تھی
گویا وہ اس عورت کا بچہ ہے۔“

خواب کے پہلے عنصر کے متعلق
خواب دیکھنے والے نے جو یہودی تھا،
مطلع کیا کہ اس کا چچا بہت ہی نیک ہے

جو ایسی غلطی کا آج تک مرتکب نہیں ہوا،
 اور نہ ہی کبھی ہوگا — خواب کے دوسرے
 عنصر کی عورت اس کی والدہ ہے۔ ان
 دونوں خیالات کا آپس میں تعلق ضرور
 ہے، لیکن وہ کس طرح؟ — خیالات
 آپس میں مل کر جملہ شرطیہ بناتے ہیں۔
 ان کی تعبیر یہ ہو سکتی ہے :-

”اگر میرا چچا جو کہ اپنے مذہب پر
 سختی سے پابند ہے، اور ایسی غلطی کا مرتکب
 نہیں ہو سکتا، سبت کے دن سگرٹ پیئے گا
 تو مجھے اجازت ہوگی کہ اپنی والدہ کی
 طرف رغبت کروں۔“

مندرجہ بالا مضمون سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ
 خواب کا مضمون بالکل مکمل ہو گیا ہے، اور تمام
 اقسام کے خوابوں کی تعبیر ان قوانین کی مدد سے
 کی جا سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تعبیر خواب کے

متعلق ہمارا علم ابھی بہت ہی ناکافی ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ خواب کے مختلف نظریوں کو جانچا جائے۔ بالخصوص اس نظریے کو جس کی رو سے خواب مستقبل کے واقعہ کو ظاہر کرتا ہے۔ تازمین کرام سے استدعا ہے کہ اس مسئلہ سے دل چسپی لیں۔ اور اگر ممکن ہو تو راقم الحروف کو اپنے خیالات اور تجربات سے مطلع فرمادیں۔

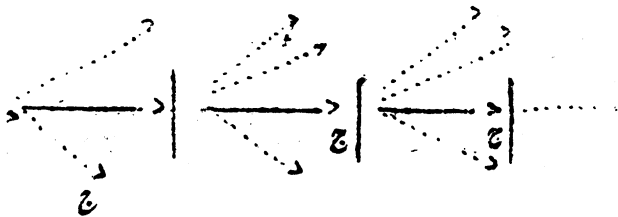
پوٹھاباب

تلازم اختیاری

روز مرہ کے واقعات کے ساتھ "تلازم اختیاری" کا
گہرا تعلق ہے۔ جب ہم بے کار بیٹھے ہوئے ہوں تو
ہمارے خیالات خود بہ خود ادھر ادھر پھرتے رہتے
ہیں۔ کبھی ایک خیال پر منتقل ہوتے ہیں اور کبھی
دوسرے پر۔ یہی "تلازم اختیاری" ہے۔ یعنی شعور کا
اس عمل میں کچھ دخل نہیں ہے۔ خیالات بالکل آزاد

ہوتے ہیں۔ کوئی ان کو روکنے والا نہیں ہوتا۔ میرے سامنے اس وقت چائے کا ڈبہ پڑا ہوا ہے، اس کا خیال آتے ہی فوراً رات دالی چائے اور ایک بات یاد آجاتی ہے۔ چائے سے میرا خیال چائے بنانے والے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور وہاں سے مغل کا ایک خاص واقعہ یاد آجاتا ہے، اور یہ واقعہ ایک واقعہ کی یاد دلاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ خیالات کی ایک ایسی زنجیر ہے جس کی انتہا معلوم نہیں ہوتی اس میں ہوتا کیا ہے؟ اس کا جاننا کچھ مشکل نہیں سب سے پہلا خیال مہج ہے اور دوسرا خیال اس کا جواب ہے۔ لیکن دوسرے درجے میں یہ جواب ایک تیسرے جواب کا مہج ہے اور تیسرا جواب چوتھے جواب کا مہج ہے۔ اور یہ عمل ایک مدت بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہتا ہے۔ جب آپ کسی شخص یا مقام کا نام بھول جاتے ہیں تو آپ کیا کرتے ہیں؟ یونہی بہت سے نام دل ہی دل میں دہراتے ہیں، ان میں کوئی خاص

نام آپ کی توجہ مبذول کر لیتا ہے، جس سے آپ کو اور بہت سے واقعات یاد آجاتے ہیں، یعنی ایک واقعہ کئی اور حادثات کا باعث بن جاتا ہے۔ اس طرح آپ کو نہ صرف نام ہی یاد آجاتا ہے بلکہ کئی اور فراموش شدہ واقعات جو خیالات کی آزاد زنجیر سے وابستہ تھے، یاد آجاتے ہیں۔ اس عمل کو اہل فنکے سے بہ خوبی واضح کیا جاسکتا ہے۔



دشکل نمبر ۴ = میج - ج = جواب - جواب
 دوسرے درجے میں خود میج بن جاتا ہے، اور
 اس کا جواب پھر میج بن کر ایک اور جواب کا باعث

بن جاتا ہے۔ ایک مہیج کا جواب صرف ایک ہی نہیں ہوتا۔ لیکن تمام جواب آگے مہیج بننے کے قابل نہیں ہوتے۔ صرف وہی جواب مہیج بن سکتا ہے جو نہایت ضروری ہونے کے علاوہ اپنے مہیج کے ساتھ خوب وابستہ ہو۔

گذشتہ باب میں یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ "تلازم اختیاری" تحلیل نفسی کا نہایت ہی ضروری حصہ ہے۔ آپ اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ بعض اوقات جب آپ فرصت کے وقت اپنے خیالات کو بالکل آزاد کر دیتے ہیں اور آپ کے خیالات گذشتہ واقعات پر روشنی ڈالتے جاتے ہیں تو اس حالت میں آپ کے چہرے پر مختلف جذبات کے آثار اتنے نمایاں ہوتے ہیں کہ ان کا بخوبی مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ کبھی تو آپ کا چہرہ غصہ سے تھماتا ہے، کبھی آپ کے چہرے پر نفرت کے آثار نمایاں ہوتے ہیں، اور کبھی آپ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یہ مختلف جذبات اس بات کی دلیل ہیں کہ
 "تلازم اختیار سی" پر اور زیادہ روشنی ڈالنی نہایت ہی
 ضروری ہے۔ یہ عمل نظر انداز کرنے کے قابل
 نہیں۔ سب سے پہلے مشہور ماہر "تحلیل نفسی"
 ڈاکٹر فرآڈ نے اس کے مطالعہ کی ضرورت
 محسوس کی، لیکن اس کے پیرو ڈاکٹر ینگ (زورج) نے
 اس کا گہرا مطالعہ کر کے بہت سے انکشافات
 کئے ہیں۔ اس نے تحقیق کے بعد ثابت کیا
 ہے کہ بے شعوری کا مطالعہ کرنے کے لیے اس سے
 بڑھ کر کوئی طریقہ کار آمد نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ
 تنویم کا طریقہ بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔
 ڈاکٹر ینگ کا طریقہ نہایت ہی آسان ہے۔
 تقریباً سو (۱۰۰) مہیج الفاظ تیار کئے جاتے ہیں۔
 اس کے بعد معمول کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جو بھی
 وہ مہیج لفظ سنے فوراً ہی کوئی ایک لفظ بغیر سوچے
 سمجھے جو بھی اس وقت اس کے خیال میں آئے
 اسے دے۔ معمول اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ

وہ کسی ایک لفظ کو غیر ضروری یا قبیح خیال کر کے چھوڑ دے اور گوئی اور لفظ سوچے۔ معمول سے سب سے پہلے اس بات پر عمل کرنے کا وعدہ لے لیا جاتا ہے کہ وہ ایمان داری سے سب سے پہلے لفظ سے عامل کو آگاہ کرے گا جو اس وقت مہیج لفظ کو سننے سے اس کے خیال میں آئے گا۔ جب عامل لفظ بولتا ہے تو بولنے کے ساتھ ہی روک گھڑی (Stop Watch) کو چلا دیتا ہے اور معمولی کے جواب دینے کے ساتھ ہی گھڑی بند کر دیتا ہے۔ اس طرح تمام عمل میں یہ اوقات جن کو رد عمل کا وقت کہا جاتا ہے ثبت کرتا

رہتا ہے۔
ڈاکٹر نیگ کے الفاظ کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ سر
۲۔ سبز
۳۔ پانی

۶۔ طویل	۵۔ مردہ	۳۔ گانا
۹۔ کھڑکی	۸۔ ادا کرنا	۷۔ چار
۱۲۔ پوچھنا	۱۱۔ پکانا	۱۰۔ دوستانہ
۱۵۔ ناچنا	۱۴۔ دم	۱۳۔ سرد
۱۸۔ بیمار	۱۷۔ دیر	۱۶۔ گاؤں
۲۱۔ سیاہی	۲۰۔ پکانا	۱۹۔ غرور
۲۴۔ تیرنا	۲۳۔ سوئی	۲۲۔ غصیل
۲۷۔ چراغ	۲۶۔ نیلا	۲۵۔ بحری سفر
۳۰۔ امیر	۲۹۔ روٹی	۲۸۔ گناہ کرنا
۳۳۔ رخم	۳۲۔ اڑانا	۳۱۔ درخت
۳۶۔ مرنا	۳۵۔ پہاڑی	۳۴۔ زرد
۳۹۔ رواج	۳۸۔ نیا	۳۷۔ بنگ
۴۲۔ بے وقوف	۴۱۔ دولت	۴۰۔ دعا کرنا
۴۵۔ انگلی	۴۴۔ نفرت	۴۳۔ رسالہ
۴۸۔ گرنا	۴۷۔ پرندہ	۴۶۔ قیمتی
۵۱۔ گناہ	۵۰۔ ظالم	۴۹۔ کتاب

۵۲. مینڈک	۵۳. جدا ہونا	۵۴. بھوک
۵۵. سفید	۵۶. بچہ	۵۷. حفاظت
۵۸. پھیل	۵۹. غمگین	۶۰. شادی کرنا
۶۱. مکان	۶۲. عزیز	۶۳. شیشہ
۶۴. لڑنا	۶۵. فر	۶۶. بڑا
۶۷. گاجر	۶۸. لگانا	۶۹. حصہ
۷۰. بوڑھا	۷۱. پھول	۷۲. مارنا
۷۳. ڈبہ	۷۴. خشکی	۷۵. خاندان
۷۶. صاف کرنا	۷۷. گائے	۷۸. دوست
۷۹. قسمت	۸۰. جھوٹ	۸۱. محکمہ
۸۲. تنگ	۸۳. بھائی	۸۴. ڈرنا
۸۵. سوٹی	۸۶. جھوٹا	۸۷. تشویش
۸۸. چومنا	۸۹. دلہن	۹۰. صاف
۹۱. دروازہ	۹۲. گھاس	۹۳. مطمئن
۹۴. مفتحہ	۹۵. سونا	۹۶. منہ
۹۷. نفیس	۹۸. عورت	۹۹. ذلیل
	۱۰۰. صفا	

معمل میں بالعموم مندرجہ بالا فہرست ہی استعمال کی جاتی ہے، کیوں کہ ایک تو الفاظ بہت ہی آسان اور صاف ہیں اور دوسرے زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی کوئی لفظ کسی واقعہ کی یاد دلاتا ہے اور کوئی لفظ کسی اور واقعہ کی۔ عصبی مریضوں کی بے شعوری پر روشنی ڈالنے کے لیے یہ فہرست بہت ہی مفید ثابت ہوئی۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اس فہرست کے سوا اور کوئی فہرست کارآمد نہیں؛ یہ کوئی ضروری نہیں بلکہ بعض اوقات بعض حالات میں فہرست اپنی مرضی اور حالات کے موافق تیار کی جاتی ہے۔

اگر یہ الفاظ معمول کو تجربے کے لیے پیش کئے جائیں تو معلوم ہوگا کہ ان کا رد عمل کا وقت "مختلف ہے۔ عام حالتوں میں رد عمل کا وقت ایک خاص وقت سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اس کی حد تقریباً دو یا تین سکند ہے۔ لیکن اگر

معمول کسی خاص جواب میں وقت نسبتاً زیادہ لے، مثلاً پانچ سکنڈ یا اس سے زیادہ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس دیر کا کوئی نہ کوئی باعث ضرور ہے۔ عامل کو تجربے کے دوران میں معمول کے چہرے کا مطالعہ کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ جو نغھی کہ کوئی خاص جذبہ جواب کے دوران میں معمول سے نمایاں ہو، یا معمول وقت نسبتاً زیادہ لے تو عامل کو فوراً ہی تحقیق کرنی چاہیے۔ جب وہ وقت زیادہ لے تو اسے مجبور کرنا چاہیے کہ وہ سچ سچ بتائے کہ اس دیر کا باعث کیا ہے؟ اور سب سے پہلے کو نسا لفظ یاد آیا اور اس نے کس بنا پر رد کر کے کسی اور لفظ کو تلاش کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ یا اس میں اور جواب میں کوئی ایسی بات مضمحل ہے کہ اس سے خاص جذبہ پیدا ہوا۔ ایسے وقت میں کبھی تو دونوں علامات ہی بالکل واضح ہوتی ہیں اور کبھی کوئی ایک۔ کافی مجبور کرنے سے معمول بتا دے گا وہ اصل لفظ کو پہلے

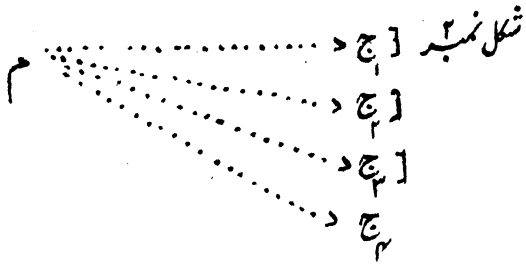
کیوں نہ بول سکا۔ ممکن ہے کہ اس میں اس کی زندگی کا عزیز ترین راز مضمحل ہو۔ دیر کا یہ باعث کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ معمول کو کوئی لفظ یاد نہیں رہا۔ یہ محال ہے۔ لفظ یقیناً یاد ہے۔ لیکن معمول اس لفظ کو ظاہر کرنے سے قاصر ہے۔

دیر کا باعث عموماً دو وجوہ ہوتی ہیں۔ یا تو مہیج لفظ معمول پر خاص طریقے سے اثر کرتا ہے، یعنی اس سے اس کے جذبات بکھڑک اٹھتے ہیں اور چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے۔ سینگ کی فہرست میں "دولت" کا لفظ عوام پر کوئی خاص اثر نہیں کر سکتا۔ ان کے لیے اس لفظ میں کوئی معانی مضمحل نہیں۔ اور الفاظ کی طرح یہ کبھی مہل لفظ ہے۔ لیکن یہ لفظ چور پر خاص اثر طاری کر سکتا ہے جس اثر کی بنا پر وہ فطرتاً زیادہ وقت لے گا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بالکل ہی چپ ہو جائے اور کوئی لفظ زبان سے نہ نکال سکے۔ سی طرح اگرچہ "شادی" یا "عورت" کا لفظ عوام کی

توجہ مبذول نہیں کر سکتا، تاہم کسی عاشق کے جذبات کو بھڑکانے اور گزشتہ دل فریب واقعات یاد دلانے کے لیے جادو کا اثر رکھتا ہے۔ اگر کسی شخص کی محبوبہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے جدا ہو گئی ہو تو کیا ”دہن“ کا لفظ اسے رُلانے پر کامیاب نہ ہو سکے گا؟ کیا وہ کسی گہری سوچ میں نہ پڑ جائے گا؟ کیا اس کے کلچے پر ٹھیس نہ لگے گی؟ اور کیا اس کے دل کے دھڑکنے رفتار دگنی نہ ہو جائے گی؟

یا پھر دیر کا باعث معمول کی حالت یا صحت پر مبنی ہے۔ اگر معمول کسی خاص تشویش کی حالت میں ہے یا کسی عصبی بیماری میں مبتلا ہے تو رد عمل کا وقت بہت زیادہ ہو گا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ معمول ایک نفاذ بولنے کی بجائے کئی الفاظ جواب میں بول جاتا ہے۔ مثال کے طور پر نیک، عصمت، سیرت، یا فرقت، تنگ نظری، تباہی وغیرہ۔ یہاں سے اس کی بے شعور زندگی کا پتہ چلتا ہے۔

لیکن یہ حالت شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ عموماً وہ رد عمل میں وقت زیادہ لیتا ہے۔ دیر کے عمل کو اس شکل سے واضح کیا جاتا ہے۔



[م = مہج - ج = جواب - م کا اصلی جواب ج تھا۔ لیکن معمول عامل کو اس سے آگاہ نہیں کر سکتا تھا۔ یعنی اس کا ضمیر اسے اس کی اجازت نہ دیتا تھا۔ آخر میں معمول نے چ - مہج بھی اسی بنا پر رد کر کے چ سے عامل کو آگاہ کیا، اور وقت اسی سبب سے زیادہ لیا۔]

ڈاکٹرینگ اور دوسروں نے اس طریقے کے دو عملی فائدے بیان کئے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف خود

اس طریقے کو افتراق الرحمہ دیا عصبی امراض کے علاج میں استعمال کر رہا ہے۔ اس مرض کا باعث وہ فراموش شدہ واقعات ہیں جو مدت سے بے شعوری میں داخل ہو کر تلاطم برپا کر رہے تھے۔ ان کا واحد علاج یہی ہو سکتا ہے کہ مخصوص طریقوں سے ان کو بے شعوری سے نکال کر شعور میں داخل کیا جائے۔ پہلا طریقہ تو تنویم کا طریقہ ہے، لیکن بعض اوقات یہ اتنا مفید ثابت نہیں ہوتا۔ نیز ہر ایک مریضہ پر یہ اثر طاری کرنا ممکن نہیں اس لیے ہم "تلازم اختیاری" کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس سے خیالات کی زنجیر باری باری سے شعور کے سامنے آتی رہتی ہے، اور اچانک ہی فراموش شدہ واقعات یاد آجاتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ بعض اوقات کوئی بھولا ہوا شعر، جس کو آپ باوجود کوشش کے یاد نہیں کر سکتے، اچانک یاد آجاتا ہے۔ اس کا شعور میں آجانا اسی "قانون تلازم" کے تحت ہوتا ہے۔

اسی طرح مریضوں کے فراموش شدہ واقعات کسی
موزوں مہیج کے بغیر شعور میں داخل نہیں ہو سکتے۔
جب تجربے کے دوران میں انہیں کوئی موزوں
مہیج مل جاتا ہے تو یہ فوراً یاد آکر کسی خاص جذبے کا
باعث بن جاتے ہیں۔

اس طریقے کا دوسرا بڑا فائدہ جرائم کا دریافت
کرنا ہے۔ بعض معمولوں میں اس سے حیرت انگیز نتائج
برآمد کئے جا چکے ہیں۔ اگر چند آدمیوں میں سے
کوئی ایک کسی خاص جرم کا مرتکب ہو اور تو تلامذہم اقتیاری
سے ہم مجرم کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔
عامل سب سے پہلے ایک فہرست ایسے مہیج الفاظ
کی تیار کرتا ہے جو جرم کے ساتھ وابستہ معلوم
ہوتے ہوں۔ پھر مندرجہ بالا طریقے سے باری
باری سے تمام مشتبہ آدمیوں پر یہ عمل کیا جاتا ہے۔
اور نہ صرف وقت کو ثبت کیا جاتا ہے بلکہ جذبات کا
گہرا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مجرم چند مخصوص الفاظ
میں کو اپنے جذبات رد کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

مجرم کو بھیج لفظ سننے کے بعد فطرتاً ایسا جواب یاد آتا ہے، جس کا جرم کے ساتھ گہرا تعلق ہو۔ لیکن وہ اس جواب کو پیش کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ وہ کسی اور لفظ کو تلاش کرتا ہے۔ (شکل نمبر ۱) اور اسی تلاش میں بعض دفعہ تو ایسا مبہوت ہو جاتا ہے کہ وہ کوئی لفظ پسند نہیں کر سکتا، بلکہ بالکل ساکت ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض اوقات وہ کافی دیر کے بعد کسی خاص جذبے کے ماتحت کوئی لفظ سوچ کر جواب دے دیتا ہے۔ یہ دونوں صورتیں ہی تجربہ کرنے والے کے لیے مجرم کا پتہ لگانے کے لیے نہایت ہی مفید ہیں۔

اس تجربے کو اور واضح کرنے کے لیے ایک ایسے تجربے کا ذکر کیا جاتا ہے جو گذشتہ سال میں نے ایک نوجوان پر کیا۔

اس نوجوان کے متعلق یہ شبہ کیا جاتا تھا کہ اس کا چال چلن درست نہیں، اور کسی عورت کے ساتھ اس کے ناجائز تعلقات ہیں۔ لیکن یہ شخص

شبہ ہی تھا۔ کوئی بھی یقین کے ساتھ اس کے متعلق نہیں کہہ سکتا تھا۔ پچیس الفاظ کی ایک فہرست تیار کی گئی، اور اس پر تجربہ کیا گیا۔ بعض الفاظ اور ان کے جواب مندرجہ ذیل ہیں :-

نمبر شمار ہیچ لفظ جواب وقت معائنہ باطن

۱	کتاب	کاغذ	۱۶۲	سکنڈ
۲	سیاہی	قلم	۱۶۵	"
۳	سیب	پھل	۵	"

معلوم ہوا کہ پہلا لفظ جو اسے یاد آیا "رخسار" تھا۔ "پھل" سوچنے کے بعد کہا۔ جواب

کے دوران میں چہرے پر شرم کے آثار نمایاں تھے

"سوزج" ۱۶۳ سکنڈ نمونہ دن ۴

بڑی مشکل سے اس بات کا اقرار کیا، کہ اصل لفظ

نمبر شمار بھیج لفظ جواب وقت معائنہ باطن

چاندنی رات "تھا۔ نیز
جواب اس نے رُک رُک کر

دیا۔

۵ چاند من سکند

۶ دوست محبوب ۱۶۸

۷ شادی عورت ۶

چہرے پر پھر شرم کے
آثار نمودار تھے، اور بڑی
مشکل سے اس بات کا اقرار
کیا۔ کہ پہلا لفظ "ناز عین"
تھا۔

شریا لڑکی ۱۶۳ اس دفعہ چہرے پر

ایک رنگ آتا تھا اور
ایک جاتا تھا۔ شرم سے
آنکھیں نیچی کرتے ہوئے
وہ مان گیا کہ "لڑکی" صحیح
لفظ نہیں۔ بلکہ "ن" ہے۔

نمبر شمار بھیج لفظ جواب وقت معائنہ باطن
 ۹ حَسْن عشق ۱۵۵ سکند چہرے کا رنگ جواب
 کے دوران میں سُرخ۔

۱۰ سلمہ بشیرہ ۶۵، اب کے پھر چہرے کا
 رنگ متغیر تھا، اور اصل
 لفظ بھی "ن" تھا۔ دبشیرہ
 "ن" کی ایک خاص سہیلی کا
 نام ہے۔

۱۱ زلف سیاہ ۵۶۲ شرم کے آثار۔
 ۱۲ جسم ہلکا ۳۶۵
 ۱۳ ملاقات لہنا ۶ بے تابی کے آثار ظاہر

تھے۔ نیز اصل لفظ کے
 متعلق اس نے اقرار کیا کہ
 "پوشیدہ" تھا۔

۱۴ زندگی موت ۳۶۸ یہ جواب اس نے
 گہرا سائن لیتے ہوئے
 دیا۔ نیز چہرہ اُترا ہوا تھا۔

نمبر شمار پہنچ لفظ جواب وقت معائنہ باطن
 ۱۵ "ن" ؟؟؟؟ سکند معمول اس کا کوئی جواب
 نہ دے سکا، بلکہ غصہ سے
 اٹھ کر چلا گیا، لیکن دور
 جا کر مسکرا رہا تھا، اور
 کبھی کبھی اپنے ہونٹ
 چباتا تھا۔ یہ لفظ سب سے
 بعد میں پیش کیا گیا تھا۔

باقی کے دس الفاظ جو غیر ضروری تھے
 انہیں الفاظ میں بغیر کسی ترتیب کے ملے ہوئے
 تھے، جن کے رد عمل کا اوسط وقت ۲۶۳ سکند تھا۔
 اس فہرست پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ
 "خسار" چاندنی رات، "حسن" نازنین، "ن" عشق،
 "سیاہ"، "ملنا" اور "موت" اس عمل کو بہت اچھی
 طرح واضح کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو گا کہ جس
 جواب میں وقت بہت زیادہ ہے وہ معمول کی
 زندگی کے ساتھ وابستہ ہے۔ "ن" کے متعلق ہی

اس پر شبہ کیا جاتا ہے۔ اور تجربے کے دوران میں موزوں مہیج ملنے پر "ن" کا لفظ ہی اسے سوجھا لیکن شرم کے مارے وہ بول نہ سکا۔ آخر جب "ن" ہی مہیج ہوا تو معمول اس مہیج کا جواب کچھ بھی نہیں دے سکا۔ اور اس کے چہرے کے تغیر سے اس کے اطوار کا پتہ چلنا کچھ بھی مشکل نہیں تھا۔ جو الفاظ معمول نے پہلے چھپائے، اگر ان کے تعلقات پر غور کیا جائے تو نہ صرف اس شبہ کی ہی تصدیق ہوتی ہے بلکہ معمول کے متعلق اور بھی بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً "چاندنی رات" اور "پوشیدہ ملاقات" ان دونوں کا ربط اتنا صاف ہے کہ اس پر اور زیادہ روشنی ڈالنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ "ن" کی ذات کے متعلق بھی "رخسار"۔ "نازنین"۔ "زلف سیاہ" بہت کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔ معمول خواہ کتنی بھی کوشش کرے کہ اس کے راز سے کوئی آگاہ نہ ہو، کامیاب نہیں ہو سکتا، کیوں کہ اس صورت میں اس کے جذبات ہماری رہبری کرتے ہیں۔

اس طریقے کے تیسرے استعمال کے متعلق میرے ذاتی تجربات سے تسلی بخش نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ لیکن ابھی یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ نتائج تمام حالتوں میں درست ہی ہوں گے۔ اس کا یہ تیسرا استعمال ذہانت کے متعلق ہے۔ نظر یہ یہ ہے کہ اگر دماغی قوت، یعنی خیالات کو بالکل استعمال نہ کیا جائے تو یہ قوت رفتہ رفتہ بے کار ہوتی جائے گی۔ طبیعیات کے قانون کے مطابق اگر کسی طبعی چیز کو ایک مدت تک استعمال نہ کیا جائے تو وہ بے کار ہو جائے گی! انسانی جسم کو یہ یقینی ہے۔ اگر اس کے کسی عضو سے بالکل کام نہ لیا جائے تو کیا اس کا وہ عضو بے کار نہ ہو جائے گا؟ جو آدمی کافی مدت تک اپنی ٹانگوں سے کام نہیں لیتے ان کی ٹانگیں کیوں بے کار ہو جاتی ہیں؟ اور وہ کیوں چلنے پھرنے کے ناقابل ہو جاتے ہیں؟ یہ قانون ذہنی دنیا پر بھی صادق آتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس قوت سے کام نہ لے تو اس کی ذہانت کا وہ عضو جسے ”سمجھنے کا عضو“ کہا جاتا ہے، کمزور ہو جائے گا۔

قانون انتقال سے ایک ذہنی شعبہ کا استعمال انسان کی تمام ذہنی قوتوں کو موثر کرتا ہے۔ مثلاً آپ کا حفظ کرنا، آپ کی قوت حافظہ کو ہی طاقتور نہ بنا دے گا بلکہ اور ذہنی قوتوں پر بھی اثر کرے گا بعینہ اگر تلامذہ امتیاز کے ذریعے ایک شخص کو روزانہ جواب دینے کی مشق کرائی جائے تو نہ صرف اس کا ذہن مزاحمت و امتناع سے محفوظ رہے گا بلکہ اس کی ذہانت بھی بڑھ جائے گی۔ میں نے ایک ۱۴ سال کے لڑکے کا دماغی معائنہ کیا، اس کا ذکاوت نما ۸۶ فی صدی تھا۔ معائنہ کے بعد متواتر ایک ماہ تک تلامذہ اختیاری سے اسے جواب دینے کی مشق کرائی گئی۔ پہلے دن اس کے رد عمل کا اوسط وقت ۸.۳۶ تھا لیکن مہینے کے آخری دن اوسط وقت ۳.۶ تھا۔ ایک ماہ مشق کرانے کے بعد پھر اس کا معائنہ کیا گیا، پھر اس کا ذکاوت نما۔ ۹ فی صدی تھا۔ اس ماہ کے دوران میں

۱۔ عمر حقیقی سے جو نسبت ذہنی عمر کو ہوتی ہے اسے ذکاوت نما کہتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی بچے کی اصل عمر ۱ سال ہو اور اس کی ذہنی عمر ۸ سال ہو تو اس کا ذکاوت نما $80 = 100 \times$ فی صدی ہوگا۔ اور اگر اصلی عمر ۸ سال ہو اور ذہنی عمر ۱ سال ہو تو ذکاوت نما $12.5 = 100 \times$ فی صدی ہوگا۔

اس بات کا بخوبی انتظام کیا گیا تھا کہ اور کسی طریقے سے اس
ذکاوت پر اثر نہ پڑے۔ چنانچہ کاشت کاری کے علاوہ
اور اسے کسی کام کرنے کی اجازت نہ تھی۔ پانچ دن کے
بعد پھر ایک ماہ تک متواتر مشق کرائی گئی، مشق کے بعد
اب کے اس کا ذکاوت نما ۹۲ فی صدی تھا۔ ایک ماہ
اور تیسری بار مشق کرائی گئی، لیکن ۹۲ فی صدی سے
اس کا ذکاوت نما نہ بڑھ سکا۔ اسی طرح ایک اور
عورت جس کا ذکاوت نما ۱۰۵ فی صدی تھا اور جو بات کو
دیر میں سمجھنے کے باعث کام کرنے میں قدرے سست تھی
اس مشق سے اس کا ذکاوت نما ۱۱۵ فی صدی ہو گیا، اور
اس میں نہ صرف بات سمجھنے کی قوت بہت زیادہ بڑھ گئی
بلکہ وہ سست ہونے کی بجائے کافی ہوشیار ہو گئی۔ اس کا
سلیقہ، ہوشیاری، سوچ بچار اور عقلمندانہ باتیں سن سن کر
دنگ رہ جاتا ہوں۔ یہاں تک تو میں یقین سے کہہ سکتا
ہوں کہ ذہانت پر اس کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔
لیکن یہ اثر کتنا پڑتا ہے؟ اس کے متعلق ابھی کچھ نہیں
کہا جا سکتا۔

اگر فراڈ کا نظریہ درست ہے کہ مختلف عصبی امراض کا باعث وہ فراموش شدہ واقعات ہیں جو بچپن میں انسان کے اخلاق سے برسرِ پیکار رہ چکے ہیں تو والدین کو چاہئے کہ بچوں کو ادھر ادھر کی باتیں کرنے سے منع نہ کریں، بلکہ یوں ہی ادھر ادھر کی باتیں کرنے کا شوق بڑھائیں اس سے نہ صرف بچوں کے خیالات کا پتہ چلے گا۔ دجوان کی عادات اطوار اور مستقبل پر روشنی ڈالیں گے، بلکہ وہ "مراحمیت" سے محفوظ رہیں گے۔ جو والدین بچوں کو باتیں کرنے سے روکتے ہیں اور انہیں "باتوئی" کے لفظ سے یاد کرتے ہیں اس بات کو فراموش کر جاتے ہیں کہ ہم بچے کے تخیلات کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ اور اسے اس بات کا موقع دے رہے ہیں کہ وہ اپنی خواہشات (کیوں کہ اس کے خیالات میں اکثر خواہشات پنہاں ہوتی ہیں جن کو وہ پوری کرنا چاہتا ہے) کو دبا دے۔ اور یا ان کو ہم سے چھپا کر پوری کرے اور یا بالکل ہی دبا دے۔ یہ دوسری حالت پہلی حالت سے زیادہ خطرناک ہے، کیوں کہ بعد میں یہی اس کی بے شعوری میں داخل ہو کر تلامطم برپا کرے گی۔ تجربے سے

یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے کہ بچوں کے تخیلات اور ادھر ادھر کی بے ربط باتیں کرنے کا مادہ بچوں کو ذہن بنانے میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی بے شعوری کو مستنح خیالات سے محفوظ رکھنا ہے۔ والدین کو خود چاہیے کہ بچوں کو خود اس بات کی ترغیب دیں۔ اگر بچہ فطرتاً خاموش واقع ہو تو خود باتیں سنا سنا کر اس کو تخیلات کی رغبت دلائیں، اور کیا ہی اچھا ہو اگر گاہ بہ گاہ "تلازم اختیاری" سے جواب دینے کی مشق کرائی جائے۔ چند ہی دنوں میں اس کا فائدہ سامنے آجائے گا۔ یہ "تلازم اختیاری" کا چوتھا مفید استعمال ہے۔

